اُردو تراجم و تفاسیر کا تقابلی مُطالعہ

مشکلات موضح قرآن

شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ اور
مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی علیہ الرحمہ کے تفسیری حواشی

علماء دیوبند کی تفسیری خدمات حصہ دوم

toobaa-elibrary.blogspot.com

مفسّر قرآن
مولانا حافظ سیّد اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی

اِدارہ رحمتِ عالم، لال کنواں، دہلی ۶

قدیم دارالتفسیر دلی مسجد شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی

نواب اعزاز النساء بیگم عرف اکبرآبادی زوجہ شاہ جہاں بادشاہ نے ۱۰۶۰ ہجری مطابق ۱۶۵۰ عیسوی کے یہ مسجد بنوائی اس مسجد کے تین برج اور سات در ہیں۔ مسجد کی عمارت تریسٹھ گز لمبی اور سترہ گز چوڑی ہے۔ تری سنگ سرخ کی ہے، ڈیڑھ طاق زرا سنگ مرمر، نہایت پر چین کار ہے، اس کے آگے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا ہے۔ کٹہرے دار تر ... گز لمبا اور ستا ... گز چوڑا اور ساڑھے تین گز اونچا اس کے آگے سنگ سرخ کا ایک حوض ہے۔ مسجد کا صحن ایک سو چون گز لمبا اور ایک سو چار گز چوڑا ہے اور اس کے گرد طالب علموں کے رہنے کے حجرے بنے ہوئے۔ مسجد کے دروازہ پر کتبہ سنگ موسی کی پچی کاری کا ... کھدا ہوا ہے۔

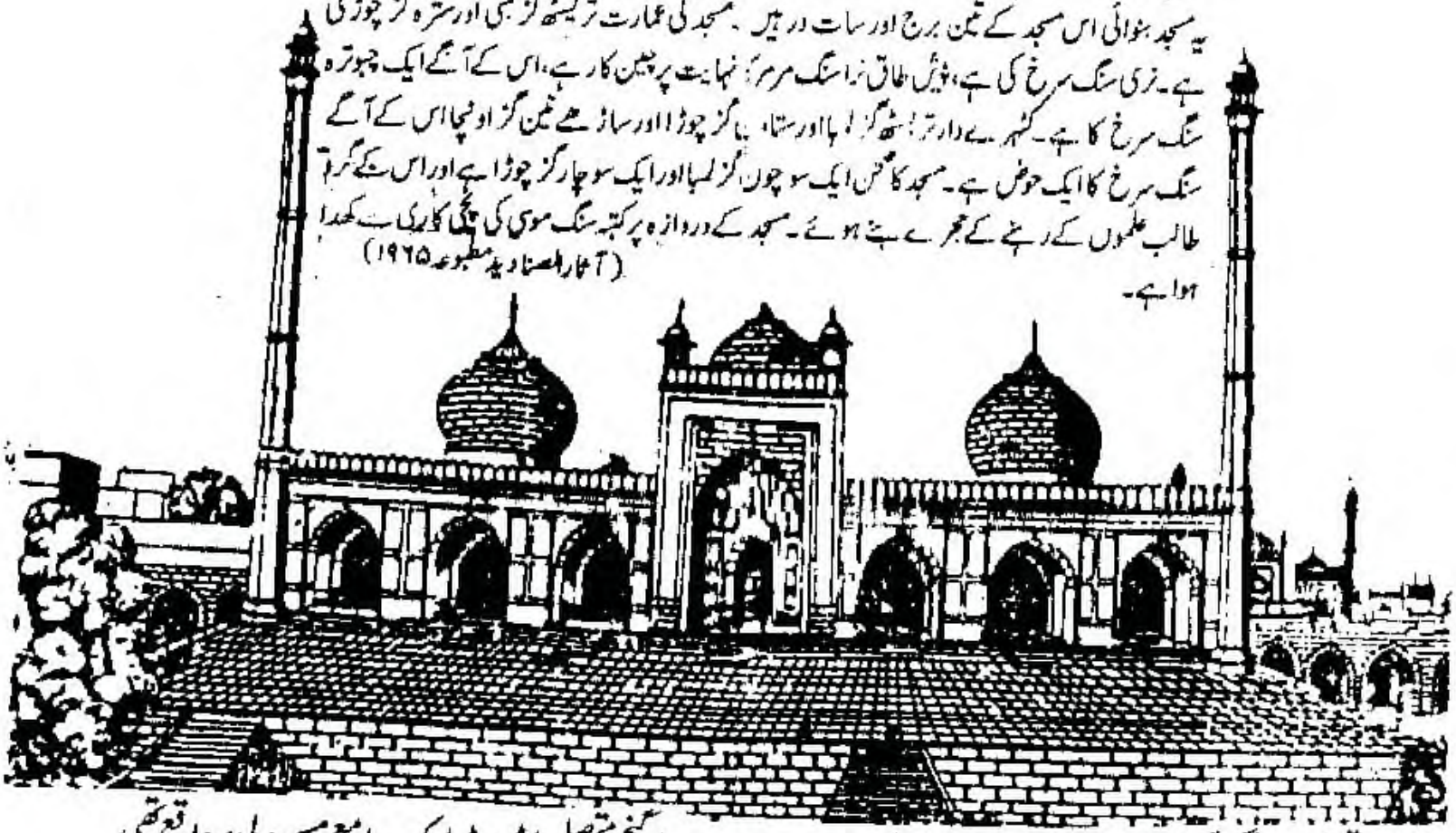

(آثار الصنادید مطبوعہ ۱۹۶۵)

یہ مسجد تعمیر کردہ بیگم اکبرآبادی زوجہ شاہ جہاں بادشاہ موجودہ چوراہے دریا گنج متصل ایڈورڈ پارک جامع مسجد دلی پر واقع تھی جسے انگریزوں نے ۵۷ء میں شہید کرادیا، کیونکہ یہ مسجد تفسیر قرآن کے ساتھ تحریک جہاد کی تربیت کا مرکز تھی

فہرست مضامین مشکلات موضح قرآن اور
مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کے تفسیری حواشی

نمبر شمار		صفحہ
۱	تعارف کتاب	۵
۲	تذکرہ شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی ابن حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ	۱۱
۳	آیات جہاد (مدنی زندگی) کے بعد مکی زندگی کی اخلاقی تعلیمات کا مقام، شاہ صاحب کی منفرد توجیہ	۲۱
۴	شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی فکری انفرادیت، تبلیغ دین میں اتمام حجت کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے مقابلہ میں امام شافعی علیہ الرحمہ کے نقطہ نظر سے اتفاق، منکرین پر دنیاوی عذاب کی تردید	۴۱
۵	شاہ صاحب قدس سرہ کے روحانی اور کشفی اجتہادات امام شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے روحانی نظریہ (ملاء اعلیٰ) کے روحانی حالات و کوائف کا قرآن کریم سے استنباط	۶۳
۶	حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر جمیل پر بیٹوں کا اعتراض اور شاہ صاحب کا جواب	۸۱
۷	احترام صحابہ کے بارے میں شاہ صاحب کا جمہور مفسرین سے اختلاف اور مرشدین صادقین کے ذریعہ قیامت تک امت کی روحانی تربیت جاری رہنے کا قرآنی اعلان	۹۴
۷	شرک کی تردید میں دو مشکل المعانی آیتیں	۱۰۶
۸	قیامت میں بازپرس عقیدہ کی یا عمل کی	۱۱۴
		۱۲۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

دِلّی

اے جہان آباد اے گہوارۂ علم و ہنر
ہیں سراپا نالۂ خاموش تیرے بام و در

ذرّے ذرّے میں تیرے خوابیدہ ہیں شمس و قمر
یوں تو پوشیدہ ہیں تیری خاک میں لاکھوں گہر

دفن تجھ میں کوئی فخرِ روزگار ایسا بھی ہے
تجھ میں پنہاں کوئی موتی آبدار ایسا بھی ہے

علامہ اقبال مرحوم

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام المفسّرین

شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی حالات خاندان ولی اللہی کے تذکروں میں بہت کم ملتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب کی ساری زندگی تعلیم حدیث ،تربیت نفوس ترجمہ قرآن اور تفسیر قرآن کے مقدس مشاغل میں اس قدر مصروف رہی کہ آپ تارک دنیا اور گوشہ نشین ہو گئے۔

سر سید علیہ الرحمہ نے آپ کے بارے میں لکھا،

"از بسکہ ترک حضرت کے مزاج میں بہت تھا، تمام عمر اکبر آبادی مسجد کے ایک حجرہ میں بسر کی، آپ کا کچھ کلام نظم و نثر راقم کو دستیاب نہیں ہوا"

غالب یہ ہے کہ آپ کے اوقات منزہ تھے اس سے کہ اپنی طبع اقدس کو ان امور کی طرف متوجہ فرماتے، ادھر ملتفت نہیں ہوئے ہوں گے۔

دلی کے عوام کو اسی وقت آپ کی زیارت نصیب ہوئی جب آپ کا جسد خاکی مسجد اکبر آبادی سے قبرستان مہندیان لے جایا جا رہا تھا۔

(آثار الصنادید باب ۴ ص ۵۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

شاہ ولی اللہ کے وصال کے وقت آپ کے بڑے صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ کی عمر شریف (۱۷) سال تھی، باقی تینوں صاحبزادوں کی عمر میں تین تین چار چار سال کا فرق تھا۔

شاہ عبدالعزیزؒ کی ولادت شریفہ احمد شاہ کے عہد ۱۱۶۷ھ۔ ۱۷۵۳ء میں ہوئی اور وفات اکبر شاہ ثانی کے عہد ۱۲۳۵ھ۔ ۱۸۱۴ء میں ہوئی۔

اس حساب سے شاہ عبدالقادرؒ اپنے والد کی وفات کے وقت ۹۔۱۰ سال کے قریب تھے۔

آپ کی وفات (۶۳) سال کی عمر (موافق عمر شریف رسول پاک ﷺ) میں ہوئی۔

آپ کا سن وفات ۱۸۱۵ھ۔ ۱۲۳۰ء ہے۔

آپ کی آخری آرام گاہ چبوترہ مہندیان پر شاہ ولی اللہ کے بائیں طرف کنارہ پر واقع ہے۔

مرض وفات میں شاہ ولی اللہ کو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر جانے کا خیال آگیا، بشری تقاضا تھا، آپ کے منہ سے نکلا۔

الٰہی! میرے بعد میرے چھوٹے چھوٹے بچوں کا کیا ہوگا؟

غیب سے آواز آئی ولی اللہ! یہ بچے تیرے ہیں یا میرے ہیں؟

فرمایا، اے رب العالمین! تیرے ہیں! میرے نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (شاہ ولی اللہ کے بڑے صاحبزادے) نے اپنے چھوٹے بھائی کی کفالت اور تعلیم و تربیت کا فرض انجام دیا۔ بڑے بھائی ؒ اپنے چھوٹے بھائی کو دونوں وقت کھانا اور سال بھر میں دو جوڑے کپڑوں کے بھیجا کرتے تھے، یہی شاہ صاحب کی ساری دنیا تھی۔

شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنے والد صاحب کے مدرسہ رحیمیہ (واقع مدرسہ شاہ عبدالعزیز کلاں محل) کے بجائے مسجد اکبر آبادی (واقع چوراہا دریا گنج ایڈورڈ پارک جامع مسجد) کو اپنی تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیا۔

مولانا شاہ ابوالحسن صاحب فاروقی مجددیؒ نے اپنے والد مرحوم شاہ ابوالخیر صاحب کے حالات (مقامات خیر) میں شاہ احمد سعید صاحب خلف اکبر شاہ غلام علی صاحب جانشین و مجاز حضرت مرزا جان جاناں نقشبندی علیہ الرحمہ) کے حوالہ سے لکھا ہے۔

"شاہ ولی اللہؒ کے تینوں صاحبزادے، شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین شاہ عبدالقادر علم کے سمندر تھے اور تفسیر کلام الٰہی میں شاہ عبدالعزیز آیت من آیات اللہ (اللہ تعالیٰ کی خاص نشانی) تھے۔

تینوں بھائی صاحب نسبت تھے، علم کشف کے حامل تھے، خاص طور پر شاہ عبدالقادرؒ کا کشفی علم بڑھا ہوا تھا، شاہ صاحب نے بارہ سال تک روحانی مجاہدہ کیا تھا، سلسلہ نقشبندیہ کے بعض خلفاء سے استفادہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی سعادت حاصل تھی۔ وہ سیر تکریم کیا کرتے تھے (سیر تکریم تصوف کی ایک اصطلاح ہے، روحانی ترقی اور بارگاہِ الٰہی میں اعزاز واکرام کا ارتقاء) (۸۴)

شاہ ولی اللہ کے چوتھے صاحبزادے شاہ عبدالغنی صاحب تھے، جنہیں حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ جیسے عظیم مجاہد و مصلح کے باپ ہونے کا شرف حاصل تھا۔

شاہ محمد اسماعیل صاحب شہید کی تعلیم و تربیت آپکے چھوٹے چچا شاہ عبدالقادر صاحب کے آغوش میں ہوئی تھی اور آپ نے اپنی صاحبزادی کا عقد بھی اپنے بھتیجے شاہ اسماعیل صاحب کے ساتھ کر دیا تھا۔

شاہ فضل الرحمان صاحب گنج مراد آبادی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالقادر صاحبِ نسبت بزرگ تھے اور صاحب نسبت وہ ہے کہ جس بات کا ارادہ کرے خدا تعالیٰ اسے پورا کر دے (مقالات خلیق نظامیؒ)

شاہ عبدالقادر صاحب شاہ ابو العدل نقشبندی مجددی سے بیعت تھے۔

موضح قرآن کی ترتیب!

شاہ صاحب نے ۱۲۰۵ھ میں موضح قرآن مکمل کیا، اس وقت آپ کی عمر شریف (۴۲) سال تھی، تکمیل ترجمہ کے بعد (۲۵) سال حیات رہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اکابر علماء دیوبند کا قول ہے کہ شاہ صاحب نے چالیس سال کے قریب اپنی مسجد و مدرسہ میں گوشہ نشینی کی حالت میں رہ کر موضح قرآن ترتیب دیا اس حساب سے شاہ صاحب ۱۹۔۲۰ سال کی عمر میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے علوم کی تکمیل کر کے اور کچھ دن اپنے آبائی مدرسہ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے کر اپنے استاد و مربی بڑے بھائی کے مشورہ سے مسجد اکبر آبادی میں تشریف لے آئے تاکہ یہ تاریخی مسجد (تعمیر کردہ زوجہ شاہ جہاں نواب اعزاز النساء عرف اکبر آبادی بیگم، سن تعمیر ۱۶۵۰ء) آباد ہو جائے۔

شاہ صاحب نے اپنے تدریسی دور کے آغاز ہی میں موضح قرآن کی تصنیف کا کام الہام الٰہی کے مطابق شروع کر دیا تھا۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے چالیس سال کے قول پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ اس میں چالیس سال خرچ ہونے کی کیا بات تھی؟ مولانا نے دراصل شاہ صاحب کے ترجمہ قرآن کو محض ایک عام تصنیف کے درجہ کی چیز سمجھا حالانکہ اگر اس حقیقت کو سامنے رکھا جائے کہ شاہ صاحب نے عربی فارسی تفسیروں کے گہرے مطالعہ کے ساتھ آیات قرآنی کے پوشیدہ اشاروں کو سمجھنے کے لئے قوت کشفی سے بھی کام لیا اور جب اردو زبان بقول مولانا آزاد گھٹنیوں چل رہی تھی اس وقت نہایت دل کش اور بامحاورہ (ہندی، ہندوستانی) اردو میں قرآن

toobaa-elibrary.blogspot.com

کریم کے تیس پاروں کا مکمل ترجمہ کیا اور تفسیری فوائد لکھے تو اس میں چالیس سال کی مدت پر اظہار تعجب کی گنجائش نہیں رہتی، کام بہر حال کام ہے، پھر اتنا جامع اور مکمل؟

مولانا آزاد کے اس مکتوب پر راقم نے محاسن موضح قرآن میں مکمل تبصرہ کیا ہے اور اس مکتوب کی کمزوریوں کو واضح کیا ہے (مکاتیب ابوالکلام آزاد صفحہ ۱۹۷ اردو اکیڈمی سندھ کراچی)

مولانا نے اس مکتوب (بنام خواجہ عبدالحمید لاہوری) میں یہ بھی لکھا ہے کہ شاہ صاحب نے اپنا ترجمہ سید احمد بریلوی کے اصرار پر تحریر کیا، حالانکہ یہ بات تاریخی طور پر صحیح نہیں ہے کیونکہ سید صاحب کی پیدائش (۱۲۰۱) ہجری کی ہے اور شاہ صاحب کا ترجمہ ۱۲۰۵ھ میں مکمل ہوا، یہ تاریخ موضح قرآن کے الفاظ سے نکلتی ہے، سید صاحب شاہ صاحب کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب ان کی عمر شریف کم و بیش (۱۸) سال تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب نے کسی خارجی تحریک پر ترجمہ قرآن ترتیب نہیں دیا بلکہ یہ خالص الہامی تحریک تھی جس نے آپکو اپنے آبائی مدرسہ سے الگ کر کے دوسری مسجد کے گوشۂ ریاضت و عبادت میں پہنچایا۔

خارجی تحریک و ترغیب کی اگر ضرورت تھی تو وہ آپ کے استاد

toobaa-elibrary.blogspot.com

ومربی بڑے بھائی صاحب کی طرف سے ہوتی۔

سید احمد صاحب بریلوی اور مولانا اسماعیل صاحب شہید تو شاہ صاحب کے خصوصی تربیت یافتہ تھے اگرچہ شاہ صاحب فطری طور پر اہل محبت میں سے تھے مگر انہوں نے اپنے والد کی تحریک اصلاح کے لئے عملی جدوجہد کرنے والے دو شاگرد تیار کئے کیونکہ امت کی اصلاح کے لئے جس انقلابی تحریک کی ضرورت تھی اپنی روحانی قوت سے اس کا انتظام کرنا بھی شاہ صاحب کی ذمہ داری تھی۔

پھر شاہ عبدالقادرؒ کی روحانی اور عرفانی حیثیت کو مسلّم ماننے والے آپکے پروردہ بھتیجے، شاگرد اور داماد کے اصلاحی نظریات کو شاہ عبدالقادر صاحب کے ناپسندیدہ نظریات کیسے کہہ سکتے ہیں؟

جس ولی کامل کے کشفی اور الہامی ادراک کا یہ حال ہو کہ وہ ایک نظر میں سنی اور شیعہ چہروں کو پہچان جاتا ہو اس نے اپنے پروردہ بھتیجے کے مستقبل کی ایک جھلک پندرہ بیس سال کے لمبے عرصہ میں بھی نہ دیکھی۔؟ یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں۔

آمین بالجہر!

مولانا شہیدؒ نے جب دلی میں آنکھیں کھولیں تو اس مرکزی شہر میں فقہی اختلافات میں بڑی شدت دیکھی۔

کوئی اہل حدیث مسلمان اگر حنفیوں کی مسجد میں بلند آواز سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

آمین کہتا تو اسے مسجد سے نکال دیا جاتا تھا۔

شاہ شہید نے ایک مسنون فعل (اگرچہ ایک امام کے نزدیک وہ مرجوح ہے) کے ساتھ یہ گستاخی دیکھ کر خود بھی بلند آواز سے آمین کہنی شروع کر دی اب کس کی مجال تھی کہ مولانا شہید علیہ الرحمہ کو مسجد سے باہر نکالتا، مولانا فرماتے تھے، میں نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کر رہا ہوں، لوگوں نے ان کے چچا شاہ صاحب سے شکایت کی، شاہ صاحب نے ان سے کہا اسماعیل! ایک سنت تو زندہ ہے یعنی آمین بالسر (خاموشی کی آمین) پھر دوسری سنت کو زندہ کرنے کا کیا مطلب؟

مولانا شہید اس کا جواب دیتے۔ چچا صاحب! جب کسی سنت کی توہین ہو رہی ہو تو اس پر عمل کرنا بھی سنت کو زندہ کرنا ہے اور اس کا ثواب حدیث نبوی کے مطابق سو شہیدوں کے برابر ہے۔

حضرت شاہ صاحب اس معقول جواب پر خاموشی اختیار کر لیتے۔ مولانا شہید کے اس عمل سے وہ تشدد ختم ہو گیا اور پھر مولانا نے بھی وہ عمل چھوڑ دیا۔

قوتِ کشف!

نشہ پلانے والی عورت!

امیر الروایات میں لکھا ہے کہ قاضی حوض دلّی کی ایک نشہ پلانے والی عورت نے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر دکان کی برکت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیلئے ایک تعویذ مانگا، اس وقت شہر کے علماء مجلس میں بیٹھے تھے، شاہ صاحب نے اس عورت کو ایک تعویذ دیدیا اور ساتھ ہی یہ ہدایت کر دی کہ جب تیری دکان چل جائے تو تو اس تعویذ کو واپس کر دیجیو۔

کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ تعویذ پیش کر دیا اور کافی مٹھائی بھی حاضر خدمت کی۔

اتفاق سے اس وقت بھی وہ علماء شہر موجود تھے، شاہ صاحب نے وہ تعویذ کھولا اور علماء کو پڑھ کر سنایا، اس میں لکھا تھا "جن لوگوں کی قسمت میں بھنگ پینا لکھا ہے وہ اس عورت کی دکان سے بھنگ پیا کریں"۔

علماء کرام کے دل میں جو خیال پیدا ہوا تھا وہ دور ہو گیا پھر فرمایا، مسجد سے باہر چار چٹائیاں بچھادی جائیں، خدام نے حکم کی تعمیل کی، چند منٹ میں چار سادھو شاہ صاحب کے پاس آئے، شاہ صاحب نے ان سادھوؤں کو مسجد کے باہر بٹھانے کا حکم دیا اور اس عورت کی لائی ہوئی مٹھائی ان کے سامنے رکھوادی اور پھر علماء کرام کی طرف توجہ کر کے فرمایا۔

"مال حرام بود کہ جائے حرام رفت"

مسجد میں جوتیاں چوری نہیں ہوتی تھیں!

شاہ صاحب کی مسجد میں دوسری مساجد کی طرح جوتیاں چوری نہیں ہوتی تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ شاہ صاحب ہدایت فرماتے تھے کہ لوگ اپنی جوتیاں باہر اتارا کریں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک دن لوگوں سے کہا کہ ہماری مسجد سے جوتیاں اسلئے چوری نہیں ہوتیں کہ ہم لوگوں سے جوتیاں باہر اتروادیتے ہیں اور یہ کہدیتے ہیں کہ انہیں اپنی ملکیت سے خارج کردو، چونکہ چوروں کی قسمت میں حلال روزی نہیں ہوتی اسلئے وہ جوتیاں نہیں چراتے،

نیچا پائجامہ!

شاہ صاحب کی تبلیغ وتربیت کا طریقہ بڑا عجیب تھا، ایک روز مجلس وعظ میں ایک شخص کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا دیکھا، جب وعظ ختم ہو گیا تو اسے اپنے حجرہ میں بلایا اور اس سے فرمایا، میاں! ذرا دیکھنا میرا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو جاتا ہے یہ فرمایا اور کھڑے ہو گئے وہ شخص سمجھ گیا اور بولا، حضرت! میں سمجھ گیا آئندہ احتیاط رکھوں گا۔

شاہ صاحب کا خواب!

شاہ صاحب نے بچپن میں خواب دیکھا کہ مجھ پر قرآن کریم نازل ہو رہا ہے، بڑے بھائی شاہ عبدالعزیز سے شاہ صاحب نے اپنا خواب بیان کیا، شاہ صاحب نے فرمایا، نبوت ختم ہو چکی ہے اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ تم سے خدا تعالی قرآن کی وہ خدمت لے گا جو رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔

(نزھۃ الخواطر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

عذاب قبر اٹھالیا گیا!

مولانا محمد طیب صاحب نے اپنی کتاب عالم آخرت میں لکھا ہے کہ جس دن حضرت شاہ صاحب سپرد خاک کیے گئے اس دن شہر کے تمام مردوں سے عذاب قبر اٹھالیا گیا یہ عالم برزخ میں شاہ صاحب کا اعزاز تھا۔

مسجد اکبر آبادی!

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد اکبر آبادی شاہ صاحب کے وصال کے بعد بھی تعلیم و تربیت کا مرکز بنی رہی، اور جب اس علاقہ میں واقع خانم کا بازار ۱۸۵۷ء میں برباد کیا گیا اس وقت یہ پختہ اور شاندار مسجد بھی انگریزوں نے مسمار کر دی تاکہ مسلمانوں کا یہ عظیم مرکز بالکل بے نشان ہو جائے۔

تراویح کی رکعات!

شاہ عبدالعزیز صاحب ماہ رمضان کے ۲۹ یا ۳۰ روزوں کا انداز اپنے بھائی شاہ عبدالقادر صاحب کے ایک پارہ یا سوا پارہ تراویح کے اندر پڑھنے سے لگایا کرتے تھے۔

شاہ صاحب اگر پہلی تراویح میں ایک پارہ پڑھتے تو آپ فرماتے اس ماہ رمضان کے پورے تیس روزہ ہوں گے اور اگر سوا پارہ پڑھتے تو یہ فرماتے کہ اس رمضان کے ۲۹ روزہ ہوں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مشکلات موضح قرآن

اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی علیہ الرحمہ کے تفسیری حواشی

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن علیہ الرحمہ نے حضرت شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن (موضح قرآن) کے مشکل الفاظ کی جگہ اردو کے آسان الفاظ استعمال کر کے موضح فرقان (سن ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۷ء) کے نام سے اردو ترجمہ ترتیب دیا اور اس پر کچھ تفسیری حاشیہ تحریر فرمایا۔

تفسیری حاشیہ کا باقی کام آپ کے شاگرد خاص مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی علیہ الرحمہ نے مکمل کیا۔ موضح فرقان ۱۳۳۶ھجری بھی تاریخی نام ہے۔ یہ تفسیری حاشیہ کہاں تک حضرت شیخ الہند کا تحریر کردہ ہے؟ اس کی کوئی تصریح نہیں ملتی، البتہ مولانا عثمانی کے ایک تفسیری حاشیہ آیت (۳۲) سورہ النجم (ص ۷۰۰) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الہند نے سورہ نساء آیت (۳۱) کا تفسیری حاشیہ تحریر فرمایا، جو گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کی بڑی جامع بحث پر مشتمل ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سورہ بقرہ سے پارہ والمحصنٰت (۵) کے ابتدائی دو رکوعات تک کے حاشیہ کی نسبت شیخ کی طرف یقینی ہے۔

مولانا عثمانی نے شاہ صاحب کے تفسیری فوائد کی تسہیل و تفہیم کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

پیش نظر رکھا، حضرت علامہ مولانا انور شاہ کشمیری شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کا مشہور قول ہے کہ اگر شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی مکمل ہو جاتی تو جہاں تک ایک انسانی کوشش کا تعلق ہے یہ تفسیر ایک مکمل تفسیر ہوتی۔

شاہ عبد القادر صاحب کی تفسیر کے بارے میں فرماتے تھے کہ تفسیر کی بڑی بڑی کتابوں میں جو تفسیری نکات ولطائف نہیں ملتے وہ شاہ عبد القادر صاحب کے فوائد میں ملتے ہیں، البتہ ان فوائد میں بعض مقامات نہایت اغلاق واختصار رکھتے ہیں، اب ہمارے مولانا شبیر احمد عثمانی تفسیر پر کام کر رہے ہیں اور اس میں شاہ صاحب کے فوائد کی شرح کر رہے ہیں۔

یہ اہم کام مکمل ہو گیا تو یہ مشکل دور ہو جائے گی۔

الحمد للہ! مولانا عثمانی کی یہ اہم تفسیر ہمارے سامنے ہے۔

یہ تفسیر عثمانی (جدید ایڈیشن مطبوعہ سعودی عربیہ) ایک مختصر تفسیر کی حد تک ایک اہم اور کامیاب تفسیر ہے جس میں مولانا نے اپنے تحقیقی ذوق کو علمی زبان میں پیش کرنے کے باوجود اردو زبان کی سلاست اور سہولت کا بڑی حد تک خیال رکھا ہے۔

مولانا عثمانی نے اپنے تشریحی حواشی میں موضح قرآن (ترجمہ وفوائد) کے علمی اور تفسیری اشارات کی وضاحت کا کام بڑی حد تک

toobaa-elibrary.blogspot.com

پورا کیا مگر پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ موضح قرآن دل کشی اور روح پروری کے جو نکات ولطائف اپنے اندر رکھتا ہے انہیں بے نقاب کرنے کا حق ادا ہو گیا۔

کیونکہ شاہ صاحب کے تفسیری فوائد کی شان تو یہ ہے ۔

حسن کلام کھینچے کیوں کر نہ دامن دل
اس کام کو ہم آخر محبوب کر چکے ہیں (میر تقی میرؔ)

مولانا عثمانی نے اپنے حواشی میں ایک مستقل تفسیر لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اور ضروری تشریحات کو اس تفسیر کے حوالہ کر دیا ہے مولانا عثمانیؒ اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے کا موقعہ نہ پا سکے ایک تو مولانا صحت کے اعتبار سے بہت کمزور تھے اور ساتھ ہی مزاج کے اعتبار سے انتہائی نزاکت ولطافت کے مالک تھے۔

اس کے علاوہ مولانا مرحوم جب اپنے فوائد کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو اس وقت ملک سیاسی کش مکش سے دوچار تھا اور یہ کش مکش ملت اسلامیہ کی موت وحیات کی کش مکش بن گئی تھی، یہ ۱۹۳۱ء کا دور تھا۔

ممکن نہیں تھا کہ مولانا عثمانی جیسا تاریخی انسان صاحب علم اور صاحب خطابت اس طوفان سے اپنے آپکو کنارہ رکھتا۔

چنانچہ مولانا اس بھنور میں پھنس گئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لے سانس بھی آہستہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہہ شیشہ گری کا

پھر حضرت علامہ مرحوم پاکستان میں اسلام کے سیاسی اور خلافتی نظام کے قیام کی جدوجہد میں مشغول ہو گئے اور ایک بنیادی تجویز (قرار داد مقاصد) منظور کرا کر اس ملک کو منزل مقصود کی لائن پر لگا دیا، مگر آج تک منزل مقصود اتنی ہی دور ہے جتنی اس وقت تھی۔

لَعَلَّ اللّٰہ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰالِکَ اَمْرًا ۔

کہتے ہیں برگ گل تو چمن سے نکل گئی
اے عندلیب تو نہ چمن بیچ مر گئی

حضرت شیخ الہند کی جماعت کے صرف ایک بزرگ اس طوفان سے بچے رہے کیونکہ اللہ تعالی کو ان کی علمی اور تربیتی صلاحیتوں کو امت کی تعلیم و تربیت کے لئے وقف رکھنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ اور وہ مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ تھے۔

مولانا عثمانی کی تاریخی حیثیت کا یہ پہلو کم اہم نہیں ہے کہ مولانا عثمانی ہی شیخ الہند کے وہ شاگرد رشید تھے جنہوں نے شیخ کا خطبہ صدارت اور آخری پیغام جمعیۃ علماء ہند کے دوسرے اجلاس (۱۹۲۰ء) میں شیخ کی طرف سے پڑھا کیونکہ شیخ علیل تھے۔

مولانا عثمانی نے دار العلوم دیوبند کے صدر اہتمام کا منصب

toobaa-elibrary.blogspot.com

سنبھالنے کے بعد دارالحدیث میں صبح کی نماز کے بعد درس تفسیر کا شروع کیا تھا۔

یہ ناچیز دورہ حدیث کا طالب علم تھا، مولانا نے صرف بسم اللہ کی تفسیر میں ایک مہینہ لگادیا تھا اور پھر بھی فرمایا تھا کہ ابھی اس آیت کریمہ کی تفسیر کے بہت سے گوشے بیان کرنے رہ گئے ہیں۔

یہ سلسلہ غالباً ایک مہینہ تک قائم رہا اور پھر طلباء کے شدید اصرار کے باوجود مولانا مرحوم اس اہم کام کے لئے وقت نہ نکال سکے۔

مولانا مرحوم نے اپنی تفسیر کے دوران یہ فرمایا تھا کہ دعاء کرو کہ میرے ذہن میں ایک مفصل تفسیر کا جو خاکہ ہے وہ تحریر میں آجائے۔

آج جب مولانا عثمانی کی گراں قدر تفسیر غور و فکر کے ساتھ پڑھی جاتی ہے تو تفسیر قرآن کے طالب علم ذہنی آسودگی کے ساتھ کچھ تشنگی بھی محسوس کرتے ہیں۔

تشنگی کی مثال دیکھئے کتنی باریک ہے۔

مولانا نے سورہ توبہ (۱۲۰) کے تشریحی حاشیہ میں ابن کثیر کے عربی زبان کے ایک اشارہ کو اردو کے ان الفاظ میں نقل کیا۔

"خرچ کرنا، میدان طے کرنا، خود عمل صالح اور اختیاری افعال ہیں، اسی لئے یہاں اِلّا کُتِبَ لَھُم فرمایا، گذشتہ آیت کی طرح اِلّا کُتِبَ لَھُم بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ نہیں فرمایا۔ (نبہ علیہ ابن کثیر ترجمہ ص ۲۷۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی طرح کا اختصار جگہ جگہ نظر آتا ہے۔

بہرحال پیش نظر مقالات ایک طالب علم کے غور وفکر کا حاصل ہیں۔ خدانخواستہ تنقید وتعاقب کی گستاخی کا ارتکاب نہیں۔ بلکہ اس ناچیز کا مقصد یہ ہے کہ علماء کرام علامہ عثمانی علیہ الرحمہ کے چھوڑے ہوئے کام کی طرف متوجہ ہوں اور مولانا نے جو ذمہ داری اپنے بعد والوں پر عائد کی ہے اسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔

ہزار دستہ گل راجہانیاں بردند
ہنوز ایں چمن از رنگ وبونہ شد خالی
ہمیشہ گرمی ہے خانۂ فلک باقی است
ہزار جام شکست وسبونشد خالی

پیش نظر کتاب میں اس سلسلہ کے مرتب شدہ مضامین میں سے چند مضامین پیش کئے جارہے ہیں یہ ناچیز عمر طبعی کی کمزوری کے باوجود بتوفیق الٰہی محنت کررہا ہے اور اہم مقامات کی توضیح وترتیب میں مصروف ہے اور کافی کام ہوچکا ہے۔

دعاء ہے کہ حضرت حق تعالیٰ اس تحقیقی کام کو مکمل کرادے اور وہ اہم تفسیری تحقیقات طبع ہوکر اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں۔ آمین

اخلاق حسین قاسمی دہلوی
۲/جولائی ۱۹۹۹ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے کشفی اور روحانی اجتہادات

وتری الملٰئکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمدربھم وقضی بینھم بالحق وقیل الحمدللہ رب العالمین (سورۂ زمر: ۷۵)

قیامت کے دن جب حضرت حق تعالیٰ مخلوق کے حساب کتاب کے لئے عدالتِ انصاف شروع کرے گا تو اس وقت اے مخاطب! تو دیکھے گا کہ تختِ عدالت کے گرد ملائکہ مقربین حلقہ باندھے ہوئے اپنے پروردگار کی حمد وثنا کررہے ہیں اور مخلوق کے اعمال کا فیصلہ کیا جارہا ہے اور اس عدل وانصاف پر ہر طرف سے جوش وخروش کے ساتھ خدا کی حمد وثنا کی صدائیں بلند ہورہی ہیں۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھا وَوُضِعَ الْکِتٰبُ وَجای بالنبیین والشھداء وَقُضِیَ بینھم بِالْحَقِّ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْن وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْن (سورہ زمر: ۷۰)

حاکمِ مطلق جب عدالت قائم کرنے کیلئے نزول اجلال فرمائے گا تو زمینِ محشر خدا کے نور سے روشن ہو جائے گی اور کتاب اعمال

toobaa-elibrary.blogspot.com

سامنے رکھ دی جائے گی اور انبیائے کرام اور گواہ پیش ہوں گے اور لوگوں کے درمیان حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی اور ہر نفس کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ احکم الحاکمین خود بھی خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔

جمہور علمائے تفسیر نے سورۂ زمر کی آخری آیت (۷۵) کی تفسیر یہی کی ہے جو آیت (۷۰) کے مطابق ہے۔ لیکن حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے آیت (۷۵) کے ترجمہ اور تفسیر میں اپنے خداداد فہم سے کام لیا ہے اور "قُضِیَ بَیْنَھُم" کی ضمیر "ھُم" کا مرجع ملائکۃ اللہ کو قرار دیا ہے، شاہ صاحب کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور تو دیکھے فرشتے گھر رہے ہیں عرش کے گرد، پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوا ہے ان میں انصاف کا اور یہی بات ہوئی کہ سب خوبی ہے اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہان کا"۔

اس آیت پر تفسیری حاشیہ یہ ہے:

"فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدے پر ایک تدبیر بولتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے، وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق، یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی"۔

شاہ صاحب قضاء کو فرشتوں کی طرف منسوب کر کے اور اسے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دنیا اور آخرت دونوں سے متعلق کر کے کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اس کا جواب بڑا پیچیدہ ہے۔

اس سلسلہ میں پہلے ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے، مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مرحوم کے ایک شاگرد نے بتایا کہ مولانا بنوری نے درس حدیث کے دوران اپنے استاذ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری کے بارے میں فرمایا:

شاہ صاحب مظفر گڑھ (پنجاب) آئے ہوئے تھے، کسی نے شاہ صاحب سے سوال کیا کہ حضرت کون سی تفسیر قرآن بہتر ہے؟ مولانا نے فرمایا:

اگر تفسیر عزیزی مکمل ہو جاتی تو انسانی مقدور میں جتنی تفسیر ممکن تھی اس کا حق تفسیر عزیزی سے ادا ہو جاتا، پھر فرمایا:

عربی کی بیسیوں تفسیروں کے مطالعہ سے قرآن کریم کی جو مشکل بات سمجھ میں نہیں آتی وہ شاہ عبدالقادر صاحب کی موضح قرآن سے حل ہو جاتی ہے مگر شاہ صاحب کے ہاں اجمال واختصار بہت ہے۔ اب مولانا شبیر احمد عثمانی، شاہ صاحب کے تفسیری فوائد کی وضاحت کر رہے ہیں اگر فوائدِ عثمانی مکمل ہو گئے تو بہت مفید ہوں گے۔

الحمدللہ تفسیر عثمانی ہمارے سامنے ہے جو اپنے دائرہ میں ایک

toobaa-elibrary.blogspot.com

اہم تفسیر ہے۔ مولانا عثمانی مرحوم نے اس بات کا التزام نہیں کیا کہ اپنے حواشی میں شاہ صاحب کے فوائد کا حوالہ دیں، البتہ کہیں کہیں مولانا مرحوم شاہ صاحب کا حوالہ تحریر کر دیتے ہیں، اور اکثر جگہ شاہ صاحب کے فوائد کو اپنی شستہ تحریر میں سمو دیتے ہیں۔

پھر اسی کے ساتھ ایک مشکل یہ پیش آتی ہے کہ شاہ صاحب کے علمی اجتہادات پر ایک جید عالم بے جھجک قلم اٹھاتا ہے مگر شاہ صاحب کے کشفی اجتہادات پر قلم اٹھاتے ہوئے اسے جھجک محسوس ہوتی ہے، علمی احتیاط اسے محتاط کر دیتی ہے۔

بڑے شاہ صاحب کی صاحب علم و فضل اولاد میں شاہ عبدالقادر صاحب کو روحانی نسبت و فضیلت کا جو مقام حاصل ہے بقول مشہور نقشبندی بزرگ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ، شاہ ولی اللہ کہ یہ چھوٹے صاحبزادے اس میں منفرد ہیں۔

مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ مشکل پیش آئی، اس کی ایک مثال سورۂ زمر کی آیت (۷۵) کی تفسیر ہے۔

اس آیت کا تفسیری حاشیہ جب مولانا عثمانی کے سامنے آیا تو مولانا نے اس پر حسب ذیل تشریحی فائدہ لکھا:

(مولانا جمہور کی تفسیر نقل کر کے لکھتے ہیں)

عموماً مفسیرین نے آیت کا یہ ہی مطلب بیان کیا ہے لیکن

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت شاہ صاحب نے آیت کو حالت راہنہ پر حمل کیا اور "قُضِیَ بینھم" کی ضمیر ملائکہ کی طرف راجع کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک فرشتہ (ملأ اعلیٰ میں) اپنے قاعدے سے ایک تدبیر بولتا ہے (کما یشیر الیه إختصام الملأ الأعلیٰ وتفصیله فی حجة الله البالغه) پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق، یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی"۔

مولانا شبیر احمد عثمانی علیہ الرحمہ ایک محدث تھے اس لئے مرحوم نے اس کشفی اجتہاد کے محض حوالہ پر اکتفا کیا اور یہ بات بھی مولانا عثمانی کے وسیع ترین مطالعہ اور تحقیقی ذوق کی دلیل ہے، البتہ اس کشفی اور روحانی فائدہ کی وضاحت کرنے سے گریز کیا اور یہ ایک محدث کے مشن کا اثر تھا، جو احتیاط چاہتا ہے۔

حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی اپنے حاشیہ کشف الرحمان میں بھی کہیں شاہ صاحب کے فوائد نقل کر دیتے ہیں لیکن شاہ صاحب کے مشکل اور عمیق فوائد سے گزر جاتے ہیں، انہیں ہاتھ نہیں لگاتے۔

مولانا عثمانی کے تشریحی نوٹ میں ایک لفظ "حالتِ راہنہ" کا آیا ہے، غالباً یہ کتابت کا سہو ہے جو مدینہ اخبار کے ایڈیشن میں بھی ہے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

سعودی عرب کے ایڈیشن میں بھی۔

یہ لفظ غالباً "حالتِ روحانیہ" ہے یعنی شاہ صاحب کی توجیہ کا تعلق روحانی عالم کے حالات سے ہے۔

مولانا نے حجۃ اللہ البالغہ کی جس بحث کا حوالہ دیا ہے، وہ حسب ذیل ہے:

شاہ ولی اللہ نے ملأ اعلیٰ کے عنوان کے تحت پہلے سورۂ مومن کی آیات (۷ تا ۹) نقل کی ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حولہ. الآیۃ

یعنی جو ملائکہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں وہ خدا کی حمد و ثنا کے ساتھ اہل ایمان اور اہل توبہ واستغفار کے حق میں دعا کرتے ہیں، اس کے بعد لکھتے ہیں:

اذا قضی اللہ تعالی الامر فی السماء ضربت الملائکۃ باجنحتھا خضعانا لقولہ کانہ صلصلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا؟ قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر۔ یعنی جب اللہ آسمان میں کوئی حکم جاری کرتا ہے تو ملائکۃ اللہ پر خوف وخشیت طاری ہو جاتی ہے، اس حکم میں آواز حق کی مثال جیسے کسی چٹان پر چوٹ پڑنے سے جھنجناہٹ ہوتی ہے اور اس کے دب جانے کے بعد وہ آواز سمجھ میں آتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یعنی آواز حق کے جلال و جبروت کے اثرات جب کم ہو جاتے ہیں تو پھر حکمِ الٰہی کا مطلب سمجھ میں آتا ہے۔

اس وقت ملائکۃ اللہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے کیا حکم جاری کیا؟ وہ کہتے ہیں کہ اس کا حکم حق ہے اور وہ بہت بلند و برتر ہے۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ "خدا کا حکم اور ملائکۃ اللہ کی تسبیح درجہ بدرجہ اوپر سے آسمانِ اول تک پہنچتی ہے اور ملائکۃ اللہ جو کارکنانِ قضاء و قدر ہیں اس کی تعمیل میں لگ جاتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ملائکہ کی رحمت کی دعائے مغفرت اور دعائے رحمت کا اثر دنیا کے اندر اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں نیکیوں کا شوق پیدا ہوتا ہے اور برائیوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں علومِ خیر کا نقش قائم ہوتا ہے۔

شاہ صاحب نے ملائکہ مقربین کی مجلس اعلیٰ کے اس مادی عالم پر اثرات کی وضاحت کرنے کے بعد اختصام الملأ الاعلیٰ کی حدیث نقل کی ہے جو حسب ذیل ہے:

حدیثِ اِختِصامِ مَلَأِ اَعلیٰ!

انی قمت من اللیل فتوضأت وصلیت ماقدر لی

toobaa-elibrary.blogspot.com

فنعست فی صلاتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارك وتعالی فی احسن صورة فقال: یا محمداً قلت لبیك رب ! قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ؟ قلت لا ادری قالها ثلاثاً قال فرایته وضع کفه بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین ثدی فتجلی لی کل شی وعرفت فقال: یا محمدا قلت لبیك رب! قال: فیم یختصم الملأ الاعلیٰ؟ قلت: فی الکفارات، قال: وما هن؟

قلت: مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی المساجد بعد الصلوات واسباغ الوضوء حین الکریهات، قال : ثم فیم؟ قال قلت: فی الدرجات، قال: وماهن؟ قلت: اطعام الطعام ولین الکلام والصلوة باللیل والناس نیام (جلد اور ص ۱۰)

اس منامی کشف میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ملائکہ مقربین کے باہمی مکالمے کی صورت میں چند عبادات واعمال حسنہ کے اثرات سے آگاہ کیا ہے، ایک سوال کر رہا ہے، دوسرا جواب دے رہا ہے۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اٹھا، وضو کیا اور خدا تعالیٰ نے جس قدر توفیق دی میں نے اسی قدر نماز نفل ادا کی، پھر میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

سو گیا، اور جب میری نیند پکی ہو گئی تو میں نے خواب میں خداوند عالم کو ایک حسین صورت میں دیکھا۔

حضرت حق نے فرمایا: اے محمد! میں نے کہا، لبیک اے پروردگار، فرمایا ملأ اعلیٰ میں کس بات پر بحث ہو رہی ہے؟

میں نے عرض کیا، مجھے نہیں معلوم، یہ گفتگو تین دفعہ ہوئی۔

پھر حضرت حق نے مجھ پر اپنے نور کی تجلی ڈالی اور اس سے مجھ پر ملائکہ کی گفتگو واضح ہوئی۔

پھر مجھ سے حضرت حق نے پوچھا، اے محمدؐ! اب تمہیں معلوم ہوا؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں، فرمایا: کیا گفتگو تھی؟ میں نے عرض کیا: وہ کفارات (برائیوں کو دور کرنے والی نیکیوں) کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور وہ کفارات یہ ہیں:

(۱) جماعت کی نمازوں کے لئے مساجد کی طرف چلنا (۲) نماز کے بعد مسجد میں کچھ دیر بیٹھنا (۳) موسم کی سختی میں وضو کرنا، پھر فرمایا: اور کیا گفتگو تھی؟ میں نے عرض کیا: درجات بلند کرنے والی نیکیوں کا تذکرہ تھا اور وہ (۱) بھوکے کو کھانا کھلانا (۲) نرم گفتگو کرنا اور (۳) جب لوگ سوتے پڑے ہوں تو اس وقت نماز پڑھنا ہیں۔

شاہ عبدالقادر صاحب نے اس حدیث کی یہ توجیہ فرمائی کہ ملائکہ مقربین کے مابین نیکیوں اور عبادات کی فضیلت پر مکالمہ ہوا،

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان نیک اعمال میں سے جو نیک اعمال خدا تعالیٰ کو پسند آئے انہیں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ تک پہنچایا تاکہ آپ ان سے اپنی امت کو آگاہ فرمادیں چنانچہ وہ اعمالِ خیر آج شریعتِ اسلامیہ میں شامل ہیں۔ دنیا میں تو اس کی ایک مثال حدیث اختصام ہے، اب رہا آخرت کا معاملہ تو اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ اس کی کیا صورت پیش آئے گی۔۔۔۔ شاہ صاحب نے اس پر روشنی نہیں ڈالی۔

ماخذ بھی معلوم نہیں ہو سکا!

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ سبا آیت (۲۳) کی تفسیر میں جو تفسیری فائدہ تحریر فرمایا ہے وہ اتنا لطیف و عمیق ہے کہ اس کی تشریح اور اس کے ماخذ تک رسائی نہ علامہ عثمانی مرحوم کی ہوئی اور نہ مولانا احمد سعید صاحب دہلوی کی۔ مذکورہ نمبر آیت حسب ذیل ہے۔

وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ،

اس آیت کی تفسیر میں متقدمین علماء اور بعد والے متاخرین کے درمیان اختلاف واقع ہو گیا ہے۔

متقدمین نے احادیث صحیح کی روشنی میں جو تفسیر کی ہے اور اس میں ملائکۃ اللہ کی جو تخصیص کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"خدا تعالیٰ کے سامنے کسی کی سفارش کسی کے کام نہیں آئے گی مگر اس طالب شفاعت کے کام آئے گی جس کی اجازت شفیع اور شافع کو خدا کی طرف سے دے دی جائے گی۔

یہاں تک کہ جب اجازت الٰہی اور اذن خداوندی کے نزول کے سبب ملائکۃ اللہ پر طاری ہونے والی دہشت ملائکۃ اللہ کے دلوں سے دور ہو جائے گی تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ خدا کی طرف سے کیا حکم آیا تو اس کے جواب میں فرشتے کہیں گے کہ خدا کا حکم حق ہے اور وہ بلند و برتر ہے۔

مولانا تھانویؒ آپس میں پوچھنے کی مصلحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ پوچھنا ایسا ہے جیسے طالب علموں پر استاذ کی تقریر کے وقت ایک رعب طاری رہتا ہے اور جب وہ رعب ختم ہو جاتا ہے تو آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ استاذ نے کیا کہا حالانکہ وہ سب ہی استاذ کی تقریر کو سنتے ہیں۔

اس پیرائے میں خدا تعالیٰ نے اپنے حکم اور وحی کے رعب و دہشت کا اظہار کیا ہے۔

اس تفسیر کے مطابق حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ کا ربط لَاتَنفَعُ الشَّفَاعَةُ کے ساتھ واضح نہیں ہوتا۔

دوسری تفسیر علماء متاخرین کی ہے، جس میں ان حضرات نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لاتنفع الشفاعة کے عموم کے مطابق حتیٰ اذا فزع میں بھی عموم قائم رکھا ہے، ملائکۃ اللہ کی تخصیص نہیں کی، وہ تفسیر یہ ہے۔

"یہاں تک کہ جب شفیع اور طالب شفاعت کے دلوں سے خوف دور ہو جائے گا تو وہ آپس میں کہیں گے:"

اس تفسیر کے مطابق آیت کا مطلب یہ واضح ہوتا ہے کہ جب قیامت کے دن کوئی سفارش کرنے والا کسی طالبِ سفارش کیلئے خدا تعالیٰ سے سفارش کرنے کی اجازت طلب کرے گا تو اجازت کی درخواست کرنے کے بعد شافع اور مشفوع دونوں نہایت بے چینی اور خوف و دہشت کے ساتھ جواب کا انتظار کریں گے، پھر جب اوپر سے اجازت آجائے گی تو مشفوع شافع سے پوچھے گا کہ بارگاہِ الٰہی سے کیا جواب آیا تو شافع جواب دے گا کہ ٹھیک جواب آیا، اجازت مل گئی۔

ظاہر ہے کہ متقدمین کی تفسیر کے مطابق حَتّٰی اِذا فزع کا لاتنفع الشفاعة کے حصہ سے کوئی ربط واضح نہیں ہوتا۔

شفاعت کے غیر مفید ہونے کے بیان میں عموم ہے اور اذا فزع کے حصہ میں احادیث صحیح کے مطابق خصوص پیدا ہو جاتا ہے، اس میں ربط پیدا کرنے کی مختلف توجیہات علماء تفسیر سے منقول ہیں اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں تفسیروں اور عموم وخصوص کے درمیان تطبیق دینے اور خصوص (ملائکۃ اللہ) اور عموم کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

درمیان ربط قائم کرنے کیلئے جو کشفی اجتہاد کیا ہے وہ یہ ہے، لکھتے ہیں۔

"یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش عوام چاہتے ہیں اولیاء سے، اولیاء انبیاء سے اور انبیاء ملائکہ سے اور ملائکہ کا حال یہ ہے کہ جو فرمایا۔

آگے شاہ صاحب نے ان احادیث کا مفہوم تحریر کیا ہے جن میں حکم الٰہی اور وحی الٰہی کے نزول کے وقت فرشتوں میں جو خوف و دہشت طاری ہوتی ہے اس کا بیان ہے اور شاہ ولی اللہؒ نے ملأ اعلیٰ کی بحث میں اسے نقل کیا جو اوپر مذکور ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے اولیاء صالحین پھر انبیاء کرام اور پھر ملائکۃ اللہ کی جو ترتیب قائم کی ہے وہ شاہ صاحب کا روحانی کشف ہے۔

اس پر روشنی ڈالنے سے مولانا عثمانی اور مولانا احمد سعید صاحبؒ دونوں شارحین نے موضح قرآن کی تشریح کرنے سے گریز کیا ہے۔

یہ بات تو ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء کا ملائکہ سے سفارش چاہنا اپنے لئے نہیں ہوگا کیوں کہ یہ حضرات معصوم ہیں بلکہ اپنی اپنی امتوں کے لئے ہوگا۔

اس ناچیز کی رائے!

اس ناچیز کے خیال میں شاہ صاحب قرآن کریم (سورۂ مومن آیات ۷ اور ۹) اور احادیث نبوی (شہادت ملائکہ) کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملائکہ مقربین اور حاملین عرشِ الٰہی مستقل وظیفہ کے طور پر اہلِ ایمان اور اہلِ توبہ کے حق میں دعاء مغفرت اور التجاء رحمت کرتے ہیں اور اس میں صرف آخری امت کی تحدید وتخصیص نہیں کی گئی بلکہ ہر امت کے مومن اور تائب شامل کئے گئے ہیں۔

اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ ملائکۃ اللہ اس امت کے عبادت گزاروں اور نمازیوں کی نماز کی شہادت خدا کے حضور میں پیش کرتے ہیں اور خاص طور پر صبح کی تلاوت و نماز کی گواہی واپس جا کر دیتے ہیں۔

حضرات انبیاء کرام اسی شہادت اور وظیفۂ استغفار کو اپنی اپنی امتوں کے حق میں شفاعت کے لئے پیش کریں گے۔

شفاعت چاہنے سے یہی مراد معلوم ہوتی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

احادیث شہادتِ ملائکہ!

ملائکہ کی شہادت کے سلسلہ میں قرآن کریم نے سورہ بنی اسرائیل (۷۸) میں فرمایا:

اِنَّ قُرآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوداً

"بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے روبرو"

شاہ صاحب نے مشھودا کا ترجمہ روبرو کیا عام طور پر مفسرین کرام قرآن کے معنی نماز لے کر صبح کی نماز مراد لے رہے ہیں اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

مشہود کا مطلب یہ بیان کر رہے ہیں کہ صبح کی نماز کے وقت رات اور دن دونوں کے ملائکہ جمع ہوتے ہیں۔ رات کو ڈیوٹی والے دن کی ڈیوٹی والے ملائکہ کو چارج دیتے ہیں اور رخصت ہو جاتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں اس بندہ کی عبادت گزاری پر شہادت دیتے ہیں۔

یہ ہے مطلب ملائکہ کی گواہی کا۔

اکثر صحیح روایات میں حضور علیہ السلام سے مشہود کی یہی تفسیر منقول ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے ان روایات میں سے حضرت ابو الدرداء کی روایت کو اختیار کیا اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فیشھد اللہ و الملائکۃ یعنی صبح کی تلاوت (نماز صبح میں ہو یا نماز کے باہر ہو) کے وقت خداوند عالم شہود و نزول فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

لفظی عموم کے لحاظ سے روبرو کے مفہوم میں دونوں شہادتیں شامل ہوسکتی ہیں یعنی روبرو اللہ کے اور روبرو ملائکہ کے۔ لیکن اس ناچیز کے خیال میں شاہ صاحب پہلی شہادت (خدا کے روبرو) کو ترجیح دے رہے ہیں کیونکہ روبرو اور آمنے سامنے کی عظمت کا یہی پہلو عظیم ہے۔

ظاہر ہے کہ نزول اجلال الٰہی کے بعد ملائکہ کے نزول و شہود کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی۔

حدیث احسان میں عبادت کا کمال اسے قرار دیا گیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان تعبداللہ کانك تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراك

شاعر نے اسی منزل کی ترجمانی کی ہے۔

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم
جسم بگذارم سراسر جاں شوم
بوئے جاناں سوئے جانم مے رسد
بوئے یار مہربانم مے رسد

عام مفسرین نے مشہور روایات کو دیکھا، امام ابن کثیر نے حضرت ابوالدرداء کی روایت میں فیشھداللہ کی زیادتی کی وجہ سے اسے آخر میں روایت کیا ہے مگر یہ بھی لکھا ہے کہ سنن ابوداؤد کی ایک روایت اس زیادتی کی تائید کر رہی ہے۔

شاہ صاحب کے اس تفسیری اجتہاد پر مولانا عثمانی گزرے مگر اس کی وضاحت پر کچھ تحریر نہیں فرمایا۔

البتہ صاحب روح المعانی کے اس صوفیانہ نکتہ پر یہ فقرہ تحریر کیا کہ صبح کا وقت حضور قلب اور توجہ کی یکسوئی کا ہوتا ہے یعنی مشہود سے اس طرف بھی اشارہ ہوتا ہے۔

اسی طرح حضرت شیخ الہند کے ترجمہ (موضح فرقان) میں بھی شاہ صاحب کا یہ لفظ (روبرو) موجود ہے اور مفتی محمد شفیع علیہ الرحمۃ کے سامنے یہ لفظ آیا مگر مفتی صاحب نے اس پر توجہ نہیں کی کیونکہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مفتی صاحب نے معارف القرآن کو عوامی فہم کی سطح تک محدود رکھا، یہاں تک کہ خود اپنے شیخ حضرت تھانوی کی بیان القرآن کو بھی صرف نقل کرنا کافی سمجھا اور مولانا تھانوی نے جن لطیف اشاروں سے کام لیا تھا انہیں بھی کھولنا ضروری نہیں سمجھا۔

اس ناچیز نے محاسن موضح قرآن کے نام سے سات سو صفحات کی ضخیم کتاب ترتیب دی اور اپنی کم علمی کے مطابق کافی غور وخوض کر کے شاہ صاحب کے ترجمہ اور فوائد کے لطائف اس میں جمع کیے۔

پھر مستند موضح قرآن کے حواسی پر فوائد تفسیری کی شرح کرنے کی ضرورت پیش آئی مگر حواشی میں خالی جگہ محدود تھی، فوائد کے بعد جو جگہ خالی تھی اسی پر تشریح کی عبارت لکھنی تھی کیونکہ مصحف کی ضخامت کو بڑھانا مقصود نہ تھا۔

ظاہر ہے کہ اس صورت میں فوائد کی مکمل تشریح کیسے کی جاسکتی تھی۔ اب اپنے امکان بھر کوشش کے بعد اس کا اعتراف اور اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کے ترجمہ اور فوائد پر اہل علم مزید غور وفکر کریں اور موضح قرآن (ترجمہ وفوائد) میں علمی اور روحانی لطائف کا جو سمندر موجیں مار رہا ہے اس میں غوطہ زنی کر کے علمی معارف وبصائر کے موتی نکال کر قرآن کریم کے طالب علم طبقہ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

آیات جہاد اور صبر و اخلاق کی تعلیمات

شاہ صاحب کی تشریحات میں

عام طور پر ہمارے مفسرین کا یہ تصور کتابوں میں نظر آتا ہے کہ مکی زندگی میں رسول اکرم ﷺ کو صبر، درگذر اور نرمی اختیار کرنے کے جو احکامات دیے گئے وہ حکم جہاد اور مدنی زندگی تک تھے، احکامات جہاد نے ان تمام تعلیمات کو منسوخ کر دیا، سورۂ شوریٰ کی آیت ذیل پر غور کرو،

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (۱۵)

اے نبی علیہ السلام: آپ اعلان کر دیں کہ میں ہر اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں، میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ایک اللہ ہی ہے، ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا، اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔

یعنی ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے عمل کا ذمہ دار ہے اور جواب دہ ہے، جو نیکی یا بدی تم کرو گے اس کا بدلہ تم کو ملے گا اسی طرح میرا

toobaa-elibrary.blogspot.com

معاملہ ہے۔

ابن کثیر نے سدّی کے حوالہ سے لکھا۔

وذالك قبل نزول آیت السیف یہ اعلان جہاد کے حکم سے پہلے کا ہے (ابن کثیر ص ۱۰۹)

مولانا عثمانی نے انہیں مفسرین کی پیروی کی اور اپنے تشریحی نوٹ کے آخر میں لکھا: ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں سورہ یونس (۴۱) کا حوالہ بھی دیا ہے۔

یہ آیات مکی ہیں، قتال کی آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔ (ص ۶۴۱)

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِیْٓئُوْنَ مِمَّا اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ. (۴۱)

یہ مخالفین اگر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو آپ کہدیں، میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے ہے جو کچھ میں کرتا ہوں اس کی ذمہ داری سے تم بری ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کی ذمہ داری سے میں بری ہوں۔

غور کرو کہ ان آیات میں کونسی بات ایسی کہی گئی ہے جسے آیات جہاد سے منسوخ کرنے کی ضرورت تھی؟

ان آیات میں پاداش عمل کا اصول بیان کیا گیا ہے، جو خدا تعالی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا مستقل قانون ہے۔

سورہ بقرہ مدنی ہے، اس سورہ کے آخر میں مجازاتِ عمل کا یہی قانون ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ (۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اس کا پھل اسی کے لئے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اس قسم کی کسی آیت کو آیت قتال سے پہلے کا کہہ کر اس کے منسوخ ہونے کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔

سورہ یونس (۴۱) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

یعنی اگر جھوٹ پہنچاؤں حکم اللہ کا تو میں گناہ گار ہوں، تم نہیں، اور اگر میں سچ لاؤں پھر نہ کرو تو گناہ تم پر ہے۔ تو ماننے میں تمہارا نقصان کسی طرح نہیں"

اسلوب خطاب!

شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے شوریٰ کی آیت کو اہل کتاب کے ساتھ خطاب کرنے اور سابق مذہب والوں کے ساتھ دعوتی گفتگو

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے کا خاص انداز قرار دیا ہے لکھتے ہیں۔

"پہلی کتاب والوں سے اس طرح کلام کرنا چاہے (۶۲۹)

اس آیت میں ایک داعی و مبلغ کو سابق مذہب والوں کے ساتھ (قرآنی اہل کتاب ہوں جیسے یہود و نصاریٰ یا تاریخی اہل کتاب ہوں جس میں ہندوستان کے اہل وید شامل ہیں) کس موثر، دل پذیر اور تالیف قلب کے پیرایہ میں کلام کرنا چاہئے اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ کیا جہاد کا حکم آجانے کے بعد یہ دعوتی حکمت اور حکیمانہ اسلوب خطاب کی ضرورت ختم ہو گئی؟

اعراف (۱۹۹) میں ہدایت کی گئی۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ

اے نبی! درگذر کی خو اور عادت اختیار کرو اور نیکی کا حکم دیتے رہو اور جاہلوں (کے ساتھ الجھنے سے) کنارہ کرو۔

کیا یہ ہدایت بھی جہاد کا حکم آنے کے بعد منسوخ ہو گئی؟

جاہلوں سے کنارہ کرنے کا مطلب شاہ صاحب نے فائدہ میں بیان کیا، لکھتے ہیں "یعنی نیک کام کو کہیے اور جاہلوں سے پرے رہئے، لڑنے نہ لگئے نہیں تو آپ بھی جاہل بنے اور کار رحمان میں کار شیطان آیا" (ص ۲۲۷)

ضدی لوگوں سے کنارہ!

شاہ صاحب نے سورہ قصص (۵۵) میں اسی اسلوب براءت کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

آیت سے جو استنباط کیا ہے اور اس کا جو مفہوم بیان کیا ہے اس پر غور کرو۔

وَاِذَا سَمِعُوْا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ

اور جب ان لوگوں نے بے ہودہ باتیں سنیں تو ان کی طرف سے منہ موڑ لیا، اور کہا کہ ہمارے اعمال ہمارے ساتھ اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ تم سلامت رہو، ہم جاہلوں جیسا طریقہ اختیار نہیں کرتے۔

حبشہ سے جو بیس عیسائیوں کا ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں مکہ معظّمہ حالات کی تحقیق کے لئے آیا ان کے ساتھ ابو جہل وغیرہ نے بہت برا سلوک کیا، اس کے جواب میں ان لوگوں نے یہ کہا، یہ لوگ حضور علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔

شاہ صاحب اس آیت پر لکھتے ہیں۔

"یہ حبشہ کے نصارا تھے، نجاشی کے رفیق، اس قرآن کو سن کو ایمان لائے۔ جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھانے پر لگے گا اس سے کنارہ ہی بہتر"

جاہلوں سے کنارہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ ہدایت مکی زندگی کے لئے تھی مدینہ میں جہاد کا حکم آگیا، اب ان کے ساتھ جہاد

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے کی ہدایت کی گئی۔

سورہ کافرون میں براءت!

سورہ کافرون میں شرک وکفر سے مکمل براءت کا اعلان کیا گیا ہے اور آخر میں کہا گیا ہے۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ اے منکرو! میرے لئے میرا دین ہے اور تمہارے لئے تمہارا دین ہے۔

صاحب جلالین اس پر لکھتے ہیں وھذا قبل اَن یؤمر بالحرب یہ بات جہاد کا حکم آنے سے پہلے کی ہے (۵۰۷)

آیت جہاد سے اس اعلان بے زاری کو منسوخ کہنے والے اس آیت کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ اے منکرو! تم اپنے دین پر قائم رہو اور مجھے اپنے دین پر قائم رہنے دو حالانکہ اس کا مطلب وہی ہے جو سورہ زمر (۴۰) کی اس آیت کا ہے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّي عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ

اے نبی! صاف صاف کہدو! اے میری قوم کے لوگو! تم اپنی جگہ اپنا کام کیئے جاؤ میں اپنا کام کرتا رہوں گا، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کن عذاب آتا ہے اور کسے وہ سزاء ملتی ہے جو ٹلنے والی نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سورہ زمر مکی ہے اور مکی زندگی کی شدت کے دور میں آپ سے خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کرایا۔

بعض نام نہاد روشن خیال لوگ اس اعلان (لکم دینکم الخ) کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ہر قوم کو اپنے دین پر چلنے کی آزادی عطاء کی یہ مطلب اس اعلان کا نہیں ہے۔

باطل پر چلنے کی آزادی قرآن کریم کی طرف سے قریش کے ظلم و ستم کی شدت کے حالات میں بھی نہیں دی گئی۔

قریش مکہ حضور علیہ السلام کے ساتھ کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر سمجھوتہ کرنا چاہتے تھے اس بات پر سورہ کافرون نازل ہوئی، جس میں مشرک کے سات عقیدہ کے معاملہ میں ہر قسم کے نرم گرم سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیا گیا۔

لکم دینکم کے جملہ کا پوری سورہ کے سیاق میں مطلب سمجھنا چاہئے یعنی یہ باطل پر چلنے کی آزادی نہیں بلکہ باطل سے مکمل بے زاری اور ناراضگی کا اعلان ہے۔

سورہ مزمل (۱۰) کی ہدایت!

سورہ مزمل میں خدا تعالیٰ نے رسول علیہ السلام کو ہدایت فرمائی۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً وَاصْبِرْ عَلٰى مَايَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْراً جَمِيْلاً

toobaa-elibrary.blogspot.com

اے نبی علیہ السلام! ہر حال میں اپنے پروردگار کو یاد کیا کرو، اور ہر طرف سے کٹ کر اسی کے ہو رہو، اور لوگوں کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کیا کرو اور اچھے طریقے پر ان سے الگ ہو جاؤ۔

حضرت ابن عباس نے ترک وہجر کی کی تفسیر فرمائی اخلص له العبادة

حسن بصری کہتے ہیں اجتهد و ابتل اليه نفسك

یعنی عبادت میں خلوص پیدا کرو، مجاہدہ کرو اور اس مجاہدہ وریاضت میں پوری توجہ کے ساتھ لگے رہو۔

سورہ مزمل ابتدائی وحی ہے، حضور ﷺ کا فرض منصبی تبلیغ ودعوت تھا اور اسی کے ساتھ عیال داری اور بندگان الٰہی کے ساتھ حسن سلوک آپ کی ذمہ داری میں شامل تھا، یہ حسن سلوک حضرت خدیجہ کبریٰ کے قول انك لتصل لرحم وتحمل الكل الخ کے مطابق نبوت سے پہلے بھی آپ کا معمول رہا۔

اس لئے ان آیات میں تبتل اور ہجر کا مطلب ترک علائق نہیں ہو سکتا بلکہ مولانا تھانوی کے الفاظ میں تعلق مع اللہ کو غالب رکھنا مراد لیا گیا ہے۔

ابن جریر نے اس پہلو کو صاف کرنے کے لئے حضور ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نهی رسول الله ﷺ عن التبتل یعنی الانقطاع الی العبادة وترك التزوّج (ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۳۷) یعنی رسول پاک علیہ السلام نے عبادت الٰہی کے لئے بالکل دنیا کو چھوڑنے اور ازدواجی تعلقات کو ترک کرنے سے منع فرمایا،

قرآن کریم نے اس طرز عمل (ترک علائق) کو رہبانیت سے تعبیر فرمایا ہے اور اس فعل کو عیسائی راہبوں کی بدعت قرار دیا ہے (حدید ۲۸)

حضرت شاہ صاحب نے یہ تفسیر کی!

" یعنی خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ بھڑ کر نہیں، سلوک سے "شاہ صاحب نے تصوف کی اصطلاح میں خلق سے کنارہ کر" کے الفاظ استعمال کئے ہیں، یہ الفاظ عام محاورہ کے مطابق مفہوم نہیں رکھتے۔

قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جگہ جگہ حَنِیفاً مُسْلِماً کہا ہے شاہ صاحب حنیف کا ترجمہ "ایک طرف کا" کرتے ہیں یعنی خالص توحید پرست یہاں ایک طرف کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابراہیم تارک دنیا تھے، بلکہ مائلاً عن الادیان کلها الی الدین القیم (جلالین) یعنی سب جھوٹے مذہبوں سے بے زار (شیخ الہند)

مولانا شبیر احمد عثمانی علیہ الرحمہ!

مولانا عثمانی نے تبتل تبتیلا کی تشریح تصوف واحسان کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پیرایہ میں کی ہے جیسا کہ شاہ صاحب کر رہے ہیں پھر آخر میں تصوف کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے لکھتے ہیں۔

"یایوں کہہ لو کہ سب تعلقات اسی ایک تعلق میں مدغم ہو جائیں جسے صوفیہ کے ہاں "بے ہمہ وباہمہ" یا خلوت در انجمن سے تعبیر کرتے ہیں (۷۶۲)

مولانا نے دوسری آیت ہجراً جمیلاً کی تشریح پہلی تشریح سے مختلف کر دی حالانکہ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے، لکھتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ بھڑ کر نہیں سلوک سے مگر یاد رہے کہ یہ آیت مکی ہے اور آیات قتال کا نزول مدینہ میں ہوا۔

اس تشریح میں مولانا کا ذہن علامہ محلّی (جلالین) کی طرف چلا گیا، محلّی نے ھجرا جمیلا پر لکھا ہے، وھذا قبل الامر بالقتال (۴۷۸)

مولانا علیہ الرحمہ نے جو تشریح شاہ صاحب اور مولانا تھانوی کے مطابق پہلی آیت کی کی تھی اسی کے مطابق دوسری آیت کی تشریح فرمادیتے، کیونکہ دونوں آیات میں الگ الگ اسلوبوں سے ایک ہی بات کہی گئی ہے شاید صاحب جلالین یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہجر جمیل (خوبصورتی سے علیحدگی) کی ہدایت کو جہاد کے حکم نے منسوخ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر دیا اور مدینہ منورۃ میں ہجر شدید (بالسیف) کا حکم آگیا۔

علامہ محلّی کا کمال!

صاحب جلالین (دوسرا حصہ آخری پندرہ پارے) علامہ محلّی شافعی (وفات ۸۶۴ھ) کے ذہن پر آیات جہاد کا اسقدر غلبہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سورہ ممتحنہ کی اہم آیت کو بھی آیت قتال سے منسوخ لکھدیا۔

سورہ ممتحنہ صلح حدیبیہ (۶ھ) کے بعد نازل ہوئی ہے، تقریباً سات آٹھ ہجری کے درمیان اس کے مضامین کا نزول ہوا ہے۔

اس سورۃ میں قرآن کریم نے غیر مسلموں کے ساتھ معاملات کا ایک اصول بیان کیا ہے۔

لَایَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِیْ الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَ تُقْسِطُوْا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْکُمْ فِیْ الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِنْ دِیَارِکُمْ وَظَاھَرُوْا عَلٰی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔۶۰:۸

اللہ تعالیٰ اے مسلمانو! تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان غیر مسلموں کے ساتھ بھلائی کرو اور انصاف کا معاملہ کرو جنہوں نے تم سے دین کے سلسلہ میں قتل و قتال کیا اور تم کو تمہارے گھروں

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے بے گھر کیا، اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں کے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہیں بے گھر کرنے میں آپسی تعاون سے کام لیا اور جو شخص ان لوگوں سے دوستی کرتا ہے تو یہی لوگ ظالم ہیں۔

مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے ان آیات کی تشریح میں ایک اصولی بات یہ تحریر کی ہے۔

" سابقہ آیات میں کفار سے جس ترک تعلق کی ہدایت کی گئی تھی اس کے متعلق لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو سکتی تھی کہ یہ ان کے کافر ہونے کی وجہ سے ہے اس لئے ان آیات میں یہ سمجھا گیا کہ اس کی اصل وجہ ان کا کفر نہیں بلکہ اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ ان کی عداوت اور ان کی ظالمانہ روش ہے لہٰذا مسلمانوں کو دشمن کافر اور غیر دشمن کافر کے درمیان فرق کرنا چاہئے اور ان کافروں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرنا چاہئے جنہوں نے کبھی ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی ہو (مختصر تفہیم ص ۸۶۰)

مولانا مودودی صاحب کی تشریح کا حوالہ اس لئے دیا گیا ہے کہ موجودہ دور میں مولانا مرحوم کو اسلام کے سیاسی نظام کا قابل اعتماد شارح سمجھا جاتا ہے جبکہ دوسرے علماء پر بے جا رواداری اور نرمی کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

نسبت کی جاتی ہے جو زیادتی ہے۔

علامہ محلّی پہلی آیت پر لکھتے ہیں۔

وھذا قیل الامر بالجھاد (۴۵۷)

صاحب روح المعانی نے وضاحت کی ہے کہ بعض تابعین کا قول یہ ہے کہ یہ ہدایت اور اجازت حکم جہاد فاقتلوا المشرکین (توبہ۵) سے منسوخ ہے لیکن اکثر علماء تفسیر اس آیت کو محکم (مستقل ہدایت) قرار دیتے ہیں۔

اس آیت کو جہاد کے حکم والی آیت سے منسوخ قرار دینے والے علماء کی اس رائے پر تعجب ہوتا ہے کیونکہ جہاد کی اجازت اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ (الحج ۳۹) سن (۳) ہجری میں دی گئی، ممتحنہ والی ہدایت کا زمانہ سن ۷، ۸ ہجری ہے تو کیا ممتحنہ کی ہدایت کو نازل کرنے سے ۵، ۶ سال پہلے ہی منسوخ کر دیا گیا تھا؟

پھر ایک منسوخ حکم کو نازل کرنے کی ضرورت کیا تھی؟

قرآنی حکم میں ناسخ و منسوخ کا جو اصول ہے یہ رائے اس کے بالکل خلاف ہے حضرت شاہ ولی اللہ نے منسوخ آیات کی جو تعداد (۵) بیان کی ہے اس میں یہ آیت شامل نہیں ہے۔

صبر و تحمل ہر حالت میں!

یہ سمجھنا کہ جہاد کے حکم سے صبر و درگذر کی تمام ہدایات منسوخ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو گئی تھی غلط ہے بلاشبہ صبر کی راہ اختیار کرنے کی زیادہ تر آیات مکی سورتوں میں نازل ہوئیں، لیکن جہاد و غزواتی دور میں بھی صبر اختیار کرنے کی ہدایات موجود ہیں ہر دور میں صبر کی نوعیت بدلی ہے۔

مکی زندگی میں قریش کے انفرادی ظلم و تشدد کا مقابلہ کمزور مسلمانوں کی طرف سے تھا بااثر مسلمان اس سے محفوظ تھے، اس لئے کمزور مسلمانوں کے لئے صبر اختیار کرنا بڑا مشکل کام تھا۔

قرآن کریم نے اس وجہ سے مکی سورتوں میں بار بار مختلف پیرایوں میں صبر اختیار کرنے کی ہدایات دیں۔

مدنی زندگی میں قریش کا ظلم جارحانہ حملوں کی صورت میں اجتماعی نوعیت کا تھا اور پوری مسلم قوم اس کے مقابلہ میں تھی، صبر کی یہ صورت اتنی مشکل نہ تھی اس لئے مدنی سورتوں میں صبر کی ہدایات چند ہی مقام پر نظر آتی ہے۔

مدنی سورتوں میں صبر!

سورہ بقرہ (مدنی) میں آیت ۴۵ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کے پیرایہ میں صبر کی ہدایت کی یہ آیت براہ راست اہل کتاب کو مخاطب کر رہی ہے اور آیت ۱۵۳ براہ راست مسلمانوں کو مخاطب کر کے صبر کی تلقین کر رہی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

toobaa-elibrary.blogspot.com

الصَّابِرِیْنَ

اے مسلمانو! صبر کی صفت اور نماز کی عبادت سے مدد حاصل کرو، اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سورہ احزاب (مدنی) میں حکم دیا گیا۔ وَدَعْ اَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (۴۸) دشمنوں کی اذیت کو نظر انداز کرو اور خدا پر بھروسہ کرو۔

تعاون کرنے کا حکم!

سورہ مائدہ (مدنی) میں عمرہ ادا کرنے سے روکنے والوں کے خلاف جوابی کاروائی کا جن مسلمانوں نے ارادہ کیا، قرآن کریم نے انہیں ہدایت کی

وَلَايَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوْا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۵ : ۸)

اے مسلمانو! کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس (زیادتی) پر آمادہ نہ کرے کہ تم اسے مسجد حرام سے روکو اور ان کی زیادتی کے جواب میں زیادتی کرو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسلام کا یہ اصول یاد رکھو کہ بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے ساتھ تعاون کی راہ پر چلو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ہر گز تعاون نہ کرو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔

اے ایمان والو! پھر سنو! تم انصاف کی بات کہنے پر خدا کی رضاء کے لئے قائم رہو اور کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انکے ساتھ انصاف نہ کرو، انصاف پر قائم رہو یہ پرہیز گاری سے قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے

دوست، دشمن سب کے ساتھ بھلائی کے کاموں میں تعاون کرنا بڑے صبر کا کام ہے، جذبات پر قابو پا کر ہی یہ کام کیا جا سکتا ہے۔

غزوات کی زندگی میں حسنِ اخلاق!

قران کریم نے غزوات کی مدنی زندگی میں حسن اخلاق کی جو اعلیٰ تعلیم دی وہ سورہ بقرہ (مدنی) میں دو مقام پر آئی ہے۔

بنی اسرائیل یہود کو خطاب کر کے مسلمانوں سے کہا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۸۳)

ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ کرنا اور (مذہبی عقیدہ سے اوپر اٹھ کر) ماں باپ کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں کے ساتھ اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور عام لوگوں سے اچھی گفتگو کرنا اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا، پھر اے یہود! تم نے اس تعلیم سے گریز کیا تھوڑے سے افراد کے سوا، زیادہ تعداد میں تم نے اعراض کیا۔

سورہ نساء (مدنی) میں براہ راست مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہی تعلیم دی اس براہِ راست تعلیم اخلاق میں امت مسلمہ کی عالم گیر اور بین الاقوامی حیثیت کے مطابق اس کی ذمہ داریوں کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے پوری انسانی برادری تک پہنچادیا، اور اس دائرہ میں مذہب اور عقیدوں کے بھید بھاؤ کے بغیر پڑوسیوں، مسافروں اور غلاموں کا اضافہ کیا گیا اور آخر میں کہا گیا اور اللہ تعالی کو غرور کرنے والے اور شیخیاں بگھارنے والے پسند نہیں۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۳۶

قول حسن کیا ہے؟

قرآن کریم نے حکم دیا ہے اور یہ حکم عام ہے (خطاب اگرچہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہود کو کیا گیا ہے) کہ عام لوگوں سے خوش کلامی کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔

ابن کثیر نے تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اسد ابن وداعہ تابعی جب گھر سے نکلتے اور راستہ میں انہیں کوئی یہودی یا نصرانی ملتا تو یہ اسے اسلام علیکم کہتے (الاسلم علیہ) ان سے سوال کیا جاتا۔

ماشانك تسلم علی الیھودی والنصرانی؟

یہ آپ کیا کرتے ہیں کہ یہودی اور نصرانی کو اسلام علیکم کہتے ہیں یہ جواب میں فرماتے ان اللہ تعالیٰ یقول وقولوا للناس حسناً

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ لوگوں سے اچھا اور عمدہ کلام کیا کرو اور وہ اچھا کلام السلام علیکم ہے (ہو السلام)

عطاء خراسانی تابعی بھی اس آیت کا یہی مطلب لیتے تھے

ابن کثیر نے واللہ اعلم کہہ کر اس رائے سے اختلاف کیا ہے۔

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی علیہ الرحمہ نے فتاوی رشیدیہ میں ضرورت کے طور پر غیر مسلم کو ابتداءً السلام علیکم کہنے کے جواز کا فتوی دیا ہے۔

عارضی پڑوسی!

دوسری آیت میں قرآن کریم نے تین قسم کے پڑوسی بیان کئے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) الجارذی القربی (۲) الجاری الجنب (۳) الصاحب بالجنب یعنی رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور ہم نشین پاس بیٹھنے اٹھنے والا، عارضی اور وقتی ساتھی

یہ تیسرا پڑوسی جو سفر میں ریل کا، جہاز کا، مدرسہ کا، دفتر کا، رفیق ہوتا ہے وہ بھی مستقل پڑوسی کے حکم میں ہے اور اس کے بھی وہی حقوق ہیں۔

قرآن کریم نے ایک عالم گیر انسانی ہدایت کے تعلق سے پڑوسی کے فطری رشتہ کے واسطے سے مسلمانوں کے اندر انسانی تکریم (ولقد کرمنا بنی آدم، بنی اسرائیل) کا جذبہ پیدا کیا اور مسلم امت کو انسانی احترام اور انسانی حقوق کا داعی اور ذمہ دار قرار دے دیا۔

ابن کثیر نے ان اخلاقی اوصاف کی وجہ سے اس امت کو تمام قوموں کے اندر بزرگ ترین اور اعلیٰ ترین امت کے طور پر پیش کیا، لکھتے ہیں۔

فقامت هذه الامة من ذالك بمالم تقيم به امة من الامم قبلها فلله الحمد والمنة (جلد اول ص ۱۲۰)

مزید تحقیق!

مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے ابوداؤد کی شرح بذل المجہود جلد ۵ صفحہ ۳۲۳ پر قاضی عیاض صاحب کے حوالہ سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لکھا ہے۔

عن جماعۃ انہ یجوز الابتداء للضرورۃ والحاجۃ امام نووی شارح مسلم نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابوامامہ صحابی جواز کے قائل تھے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے اسی قول صحابہ پر جواز کا فتوی دیا ہے البتہ یہود و نصاری کے دائرہ میں ہر غیر مسلم کو داخل کر دیا ہے، کیونکہ یہود و نصاری کا ذکر ماحول کی وجہ سے کیا گیا، ورنہ تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔

ضرورت سماجی لین دین اور شہری زندگی میں آپسی تعاون ہے۔

کوئی غیر مسلم اگر ابتداء میں السلام علیکم کہہ کر کسی مسلمان کو مخاطب کرے تو اس کا جواب پلٹ کر انہی الفاظ میں دینے سے کسی کو اختلاف نہیں۔

یہ اظہار اخلاق و تہذیب ــــــــــ مسلمانوں کا مستقل معمول ہونا چاہئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت یعقوب علیہ السلام کا صبر جمیل!

مشکلات موضح قرآن کی ایک مثال سورہ یوسف (۸۶) کا فائدہ ہے، مولانا عثمانی نے اس فائدہ کو بھی نقل تو کر دیا لیکن اس تشریح کا ربط ان آیات سے کیا ہے؟

اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالی، شاہ صاحب کا فائدہ یہ ہے۔

یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھوں کس حد کو پہنچ کر بس ہو۔ (مستند موضح ص ۳۷۷)

واقعات اس طرح ہیں کہ اولاد یعقوب علیہ السلام کے دوسرے دورۂ مصر میں بن یامین بھی مصر میں روک لئے گئے، چوری کا الزام تھا، بیٹوں نے واپس آکر اپنے باپ کو یہ بری خبر سنائی، باپ نے پہلے کی طرح کہا۔

فَصَبْرٌ جَمِیلٌ میں صبر کرتا ہوں، اچھا صبر، خدا تعالی سے امید ہے کہ وہ ان سبکو مجھ سے ملائے گا، یہ کہہ کر بیٹوں کی طرف سے منہ موڑ گیا اور یوسف کا نام لے کر ایک درد انگیز ہائے کا نعرہ لگایا،

یَا اَسَفَا عَلٰی یُوسُفَ!

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس ہائے پر اپنے باپ کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

طعنہ دیا،

خدا کی قسم! آپ تو یوسف کی یاد میں اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے، حضرت یعقوبؑ نے جواب دیا۔

اِنَّما اَشکُوْا بَثّی وَحُزنِی اِلَی اللّٰہ میں تو اپنا درد و غم خدا تعالیٰ ہی کے سامنے پیش کرتا ہوں، کیونکہ خدا کی طرف سے جو ہونے والا ہے اسے میں جانتا ہوں، تم نہیں جانتے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس قول پر اوپر والا فائدہ تحریر ہے۔

اس فائدہ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب نے یہ فقرہ کہ تم مجھکو کیا صبر سکھاؤ گے؟ اپنے بیٹوں کے طعنہ پر فرمایا، حالانکہ ان کے طعنہ کی ظاہری عبارت میں اپنے باپ کو صبر سیکھنے کی کوئی تلقین شامل نہیں ہے۔

مولانا عثمانی علیہ الرحمہ نے بھی شاہ صاحب کے اس فائدہ کا ربط بیٹوں کے قول سے واضح کرنے کیلئے کچھ نہیں لکھا۔ اس فائدہ کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا۔

اس اشکال کا جواب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹوں نے باپ کے اظہار غم کو صبر کے خلاف قرار دیا اور فَصَبْرٌ جَمِیْل کہنے والے کو اظہار غم (شکایت) پر بے صبری اختیار کرنے کا طعنہ دیا اور اس طرح اپنے قول صبر جمیل پر قائم رہنے کی اپنے باپ کو تلقین کی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کے جواب میں باپ نے کہا! میں اپنے دردِ غم کی شکایت اور اس کا اظہار اپنے خدا سے کر رہا ہوں، جس نے درد دیا وہی اس کی دوا دے گا۔

بندوں سے شکایت کرنا صبر کے خلاف ہے، خدا سے شکایت (اظہار) کرنا اور اپنی بے قراری کا اپنے قادر و قدیر مالک کے سامنے اظہار کرنا عین بندگی ہے اور خدا تعالیٰ اپنے بے قرار و مصیبت زدہ بندوں کو مصیبت سے نجات پانے کے لئے دعاء کرنے اور عاجزی و بے کسی ظاہر کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اب شاہ صاحب کے فائدہ کار بط بیٹوں کے قول سے ایک فقرہ بڑھا کر اس طرح قائم ہوتا ہے۔

اے والد محترم! آپ یوسف کے غم میں کیوں ہلاک ہوتے ہیں، صبر اختیار کیجئے آپ ہائے یوسف کا نعرہ لگا کر صبر کا دامن کیوں چھوڑتے ہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا۔ اے بیٹو! تم کیا مجھکو صبر سکھاؤ گے، بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ!

حضور علیہ السلام کے آخری صاحبزادے حضرت ابراہیم جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے جب اس دنیا سے رخصت ہونے لگے تو حضورؐ نے انہیں گود میں لے لیا، ابراہیم کا سانس اکھڑ چکا تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

نرینہ اولاد کی جدائی کے پے در پے صدمے اٹھائے ہوئے باپ کے منہ سے نکلا۔ **واللہ انا بفراقك یا ابراھیم لمحزونون** خدا کی قسم! اے ابراہیم! تیری جدائی سے ہم بہت رنجیدہ ہیں، حضرت انسؓ اس موقعہ پر ساتھ تھے، اپنے آقاء کی نمناک آنکھوں اور بے قراری کے ان فقروں کو سنکر بولے۔

حضور! ہمیں تو آپ صبر کی تاکید کرتے ہیں، پھر آپ کی یہ حالات کیوں ہے؟ سرکار اقدسؐ نے بغیر کسی ناگواری کے فرمایا۔

انس اظہار غم صبر کے خلاف نہیں یعنی یہ تو فطرت انسانی ہے البتہ اظہار غم میں فریاد و فغاں کے نعرہ لگانا، لوگوں کے سامنے خدا کی دی ہوئی تکلیف کا شکوہ کرنا، صبر کے خلاف ہے۔

شاعر کہتا ہے۔

روکے ہوئے ہیں گو کہ تحمل کی قوتیں
رگ رگ تڑپ رہی ہے دل ناصبور کی

ایک زمانہ جاہلیت کا گریہ وماتم تھا، شاعر کہتا ہے۔

کیوں غل ہے میری نعش پہ نوحے کی صدا کا
رونے کا نہیں وقت یہ ہے وقت دعا کا

مرض وفات میں بے چینی!

رسول اکرم ﷺ جب مرض وفات کے آخری ایام میں تھے تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ بخار کی گھبراہٹ میں اپنے چہرہ انور پر ٹھنڈا پانی ملتے تھے، پانی کا کٹورہ پاس تھا، اس میں اپنے دست مبارک ڈالتے اور چہرہ پر ملتے۔

صاجبزادی سیدۂ کبریٰ نے یہ حالت دیکھ کر کہا۔

وَاکَرَبَ اَبَاہٗ -- ہائے میرے باپ کی بے چینی! حضور نے بیٹی کے منہ سے اظہار غم کا یہ فقرہ سنا اور فرمایا۔

لاکَرَبَ اَبِیكَ بَعدَ الیَوم۔ بیٹی تیرے باپ کو آج کے بعد کوئی بے چینی لاحق نہیں ہوگی، یہ آخری بے چینی ہے۔

حضور علیہ السلام بیٹی پر ناراض نہیں ہوئے کیونکہ ایک بے قرار باپ کو دیکھ کر بیٹی کی بے قراری ایک فطری بات تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری کی شدت سے بے چین ہو کر خدا کو پکارا اور کہا۔

اِنِّی مَسَّنِیَ الضُّر وَاَنت اَرحَم الرَّاحِمِین (انبیاء ۸۳)

اے میرے پروردگار! مجھے تکلیف نے گھیر لیا اور تو تمام مہربانی کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

بے قرار بندہ آغوش رحمت میں!

خدا تعالیٰ نے بندہ کی طلب والتجاء پر جس انداز میں رحمت کا دعوا کیا وہ انداز اور اسلوب اس رحمان ورحیم آقاء کی شان رحمت کے مطابق ہے۔ فرمایا:

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ فَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ
(نمل ۶۲)

اس آیت کریمہ کا عام ترجمہ جو ڈیڑھ سو برس کے اردو تراجم اور بڑے شاہ صاحب کے فارسی ترجمہ کے مطابق ہے وہ یہ ہے۔

"بھلا کون ہے جو قبول کرتا ہے، منظور کرتا ہے بے قرار، بے کس، بے بس، کی پکار کو جب وہ اسے پکارے"۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدائے رحمان ورحیم جس انداز سے یہ اعلان کر رہا ہے اس انداز کا ان تراجم سے حق ادا نہیں ہوتا۔

اس کا حق ادا کیا ہے شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی نے فرماتے ہیں۔

" بھلا کون ہے جو پہنچتا ہے پھنسے کی پکار کو جب وہ اسے پکارے، پھر دور کرتا ہے وہ اس کی تکلیف،

ہر مترجم کو خدائے قدوس کے لئے پہنچتا ہے (پہنچنا) کے لفظ کی نسبت سوء ادب معلوم ہوئی کیونکہ اس لفظ کے مفہوم میں جسمانی عمل کا تصور پیدا ہوتا ہے، لیکن شاہ صاحب کے سامنے سورہ بقرہ (۱۸۶) اور سورہ ق (۱۶) کی آیات ہیں۔

خدائے رحمان اس اعلان میں اپنے مصیبت زدہ بندہ کی تسلی واطمینان کی آخری تعبیر کے ذریعہ اپنی مدد کی بشارت دے رہا ہے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کو پیشِ نظر رکھ کر اگر غور کیا جائے تو شاہ صاحب کا ترجمہ ہی اس کا حق ادا کرتا ہے۔

شاہ صاحب نے خدائے برتر و اکبر کے لئے پہنچنے کی تعبیر کیوں اختیار کی۔؟ اس کیلئے سورہ بقرہ (۱۸۶) کی دعاء کے الفاظ پر غور کرو، وہاں فرمایا:

وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (۱۸۶)

اس آیت کریمہ کا ترجمہ بھی تمام حضرات نے یہ کیا ہے۔ اور جب لوگ میرے بارے میں سوال کریں تو آپ میری طرف سے فرمادیجئے میں قریب ہوں، منظور کرلیتا ہوں، قبول کرلیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جب وہ اور جس وقت وہ پکارتا ہے۔

شاہ صاحب اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں۔

اور جب تجھ سے پوچھیں بندہ میرے مجھ کو تو میں نزدیک ہوں، پہنچتا ہوں پکارتے کی پکار کو جس وقت مجھ کو پکارتا ہے۔

سورہ ق میں قریب ہونے کا مطلب واضح کیا۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد (۱۶)

اور ہم بندہ کی رگ جاں سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

شاہ صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

" اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ۔

تشریح کرتے ہیں۔

"گردن کی رگ مراد ہے جس میں جان پھرتی ہے دل سے دماغ تک اس کے کٹنے سے موت ہے۔ اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے"

مولانا عثمانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ رگ جاں سے مراد روح اور جان ہے یہ کنایہ ہے، فارسی شاعر نے اس تقرب کی تشریح کی ؎

جاں نہاں در جسم واو در جاں نہاں

اے نہاں اندر نہاں اے جانِ جاں

شاہ صاحب کے سامنے خداوند قدوس کا یہ اعلان ہے، پھر یُجِیبُ اور اُجِیب کا ترجمہ پہنچنے سے کرنا کیا اس کا مرادی مفہوم نہیں ہے؟

صبر وضبط اور آہ وزاری!

یہ دونوں صفتیں بندہ کے اندر اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہیں۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ (لقمان ۱۷) سہہ جو تجھ پر پڑے،

عاجزی اختیار کرنے والوں کو بشارت دی۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِین (حج ۳۴) عاجزی اختیار کرنے والوں کو خوش خبری دو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَبَشِّرِ الصَّابِرِین (بقرہ ۱۵۵) صبر کرنے والوں کو بشارت دو
دعاء کرنے کا حکم دیا!
اُدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفیہ (اعراف ۵۵)
اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ پکارو۔

اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں صفتوں (صبر اور آہ وزاری) میں سے کونسی صفت زیادہ پسندیدہ ہے کونسی صفت عبدیت سے زیادہ قریب ہے۔؟

خداتعالیٰ جب بندہ پر مصائب کی صورت میں اپنی قدرت اور اپنے جلال و جبروت کا اظہار کرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ بندہ آہ وزاری کر کے خداتعالیٰ کے جلال و جبروت کی شان کا اظہار کرے، اگر وہ صبر کرتا ہے خاموش رہتا ہے تو مجازی زبان سے محبوب کے پندار حسن کو ٹھیس پہنچتی ہے آہ وزاری کرتا ہے تو محبوب کے حسن میں جوش انبساط پیدا ہوتا ہے۔

حافظ شیرازی نے "زہد کے غرور" کی مذمت کی ہے۔

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ   رند از رہِ نیاز بدار السلام رفت

اسی طرح صبر و تحمل میں غرور کا شائبہ پیدا ہو جاتا ہے۔
ایک شاعر نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے

اس قدر بھی ضبط غم اچھا نہیں   توڑنا ہے حسن کا پندار کیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

عاشق کا فرضِ محبت تو یہ ہے کہ محبوب کے حسن و جمال کا پندار قائم رہے اور اس کے لئے عاشق کو آہ و فغاں اور بے قراری کا اظہار کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

صبر کا کمزور پہلو!

خدا تعالیٰ کے لئے قرآن کریم میں صبر و صابر کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے اس مفہوم کے لئے حلم و حلیم کے الفاظ و صفات کا استعمال کیا گیا ہے۔

وجہ یہ ہے صبر کے اندر ایک قسم کی کمزوری کا تصور بھی ہے، صبر ایک طاقتور انسان بھی کرتا ہے اور یہ اس کا حوصلہ اور تدبر ہے صبر ایک کمزور آدمی بھی کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ مجبوری کا نام صبر ہے۔

اللہ رب العالمین کا تحمل اور حلم اس کی رحمت کا نتیجہ ہے کمزوری کا نتیجہ نہیں ہے اس لئے قرآن کریم نے صبر کے لفظ کی نسبت خدا کی طرف نہیں کی اور خدا تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں الصابر کی صفت شامل نہیں کی گئی۔

محبت مجازی زبان میں!

مجنوں کے آہ و فغاں سے لیلیٰ کے غرورِ حسن میں ابال آتا ہے مجنوں جنگل جنگل اور بستی بستی ہائے لیلیٰ کرتا پھرتا ہے اس سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیلیٰ کے حسن کا چرچا ہوتا ہے مجنوں اگر لیلیٰ کے عشق کو دبا کر اپنے گھر میں بیٹھ جائے تو لیلیٰ غریب کا گھر گھر چرچا کیسے ہو؟

لیکن اس کا ایک پہلو انسانی فطرت سے جڑا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ لیلیٰ کے اندر ایک فطری جذبہ رحمدلی اور ترحم کا بھی ہے وہ جذبہ کبھی کبھی اس کے غرور حسن پر غالب آجاتا ہے اور وہ پکارنے لگتی ہے ؎

فغاں مجنوں کی سن سن کر دعاء کرتی تھی یہ لیلیٰ
بس اب کم یا الٰہی قیس کا دردِ جگر کردے

اس جذبہ کو حقیقت کی طرف لے آیئے۔

خداوند عالم بندہ کی آہ وزاری سے جہاں خوش ہوتا ہے وہاں اس پر ترس بھی کھاتا ہے اور اسے گناہوں سے پاک کرنے کا ہر ہر قدم پر یقین دلاتا ہے اور اعلان کرتا ہے۔

اِنّ اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیأت
(توبہ ۱۰۴)

یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اِن اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ھو الغفور الرحیم
(الزمر ۵۳)

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اے میرے گناہگار بندو! جنہوں نے اپنی جانوں کے ساتھ زیادتی کی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام گناہ (شرک کے سوا) معاف کردیتا ہے کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔

لیلیٰ بے اختیار تھی، وہ دعاء کرتی تھی خداوند عالم بااختیار مالک ہے وہ دوا کرتا ہے۔ تمہیں نے درد دیا ہے تم ہی دوا دو گے

بعض صوفیاء کے نزدیک صبر ورضاء کا مقام بہت بلند ہے مگر قرآن کریم نے اپنے عام بندوں اور بندوں کی عام فطرت کو پیش نظر رکھا ہے اور آہ وفغاں اور دعاء وطلب کے پہلو کو اپنے اسلوب بیان وعبارت میں ترجیح دی ہے۔

اپنی کبریائی کا اعلان عام اس طرح کیا۔

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

(جاثیہ ۳۷)

آسمانوں اور زمین میں اسی کی کبریائی اور اسی کی قدرت وجبروت قائم ہے۔

اپنی رحمت کا اعلان کیا تو اپنے بندوں کو مخاطب کرکے نبی علیہ السلام کے واسطے سے کہا نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (حجر ۴۹)

اے رسول رحمت! میرے بندوں کو باخبر کردو کہ میں ہی صرف بخشنے والا مہربان ہوں، شاعر مقام رضاء کی تعریف کرتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

گذر جا منزل صبر ورضاء سے بے نیازانہ
پھر اس کے بعد کوئی امتحاں باقی نہیں رہتا

یہی شاعر عجزو نیاز کی تعریف میں کہتا ہے

مجھے یوں بھی بھروسہ ہے تری شان کریمی پر
کسی بندہ کی تجھ سے عاجزی دیکھی نہیں جاتی .....

اب ان دونوں حالتوں کا موقعہ و محل کے مطابق قائم رکھنا ہی شریعت کی باریک راہ ہے۔

حسن کی مشتاقی مقدم ہے!

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے واقعہ نے یہ بتایا کہ حسن کی مشتاقی برائے دل نوازی مقدم ہے اور عشق کی بے تابی برائے جاں گزاری موخر ہے

ولی دکنی نے اس حقیقت کا اظہار اس طرح کیا ہے ؎

حسن مشتاق دل نوازی ہے عشق بے تاب جاں گزاری ہے

حدیث قدسی ہے کُنتُ کَنزاً مَخفیاً الخ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ اپنے حسن رحمت کا اظہار کروں تو میں نے اس کے لئے آدم کو پیدا کیا آدم نے گناہ کیا اور اس گناہ کے نتیجہ میں اس کے اندر توبہ، رجوع اور طلب کی بے قراری پیدا ہوئی، اس بے قراری اور ندامت پر میری رحمت نے اسے اپنے دامن میں ڈھانکا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

معلوم ہوتا ہے کہ آدم کی یہی بے قراری اور آہ وفغاں مطلوب تھی، اس لئے تقدیر الٰہی نے آدم کو لغزش میں مبتلا کیا اور اس حسن ازلی کو عشق کی جتنی آہ وزاری مطلوب تھی جب وہ پوری ہو گئی تو اپنے عاشق کے دل میں توبہ کے کلمات القاء کئے اور آدم کی زبان سے کہلوایا۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا الخ بس آدم سے اپنے عجز ونیاز کے پردہ میں اپنی کبریائی جمال کا اعتراف کرا کر اُسے آغوش رحمت میں لے لیا۔ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْم

toobaa-elibrary.blogspot.com

شرک کی تردید میں دو مشکل آیتیں

تفسیری حواشی کے لئے گنجائش کم ہونے کی وجہ سے مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کو بعض مقامات پر حضرت شاہ صاحب کے نہایت مجمل و مختصر فائدہ کو نقل کرنے پر اکتفاء کرنا پڑا ہے حالانکہ حضرت شاہ صاحب کا وہ تفسیری فائدہ متعلقہ قرآنی آیت کی اہم تشریح پر مشتمل ہے۔

البتہ مولانا عثمانی علیہ الرحمہ اسی آیت کے مفہوم کو سابق میں واضح کر دیتے ہیں اور اس کا حوالہ بھی دیدیتے ہیں جو کافی۔

اسکی مثال یہ ہے۔

قرآن کریم نے سورۂ عنکبوت (۸) میں ماں باپ پر احسان

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے مگر گمراہی کی بات میں ان کی بات نہ ماننے کی تاکید کرتے ہوئے کہا۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْناً وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۸)

اور ہم نے حکم دیا انسان کو ان کے ماں باپ کے بارے میں کہ ان کے ساتھ اچھا معاملہ کریں اور اگر وہ کوشش کریں اے انسان کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک قرار دے جس چیز کی حقیقت کا تجھے علم نہیں تو تو اس حکم میں ان کی فرماں برداری نہ کر اے انسانو! تمہیں میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے میں تمہیں تمہارے اعمال سے باخبر کردوں گا اور جتلادوں گا۔

یہ اردو ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کے مطابق کیا گیا ہے یہ آیت کریمہ سورہ لقمان (۱۵) میں بھی آئی ہے۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفاً وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

ان آیات میں شاہ صاحب نے جو تشریح کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

قرآن کریم نے ماں باپ کے بارےمیں (ووصینا الانسان) حضرت لقمان کی گفتگو کے درمیان خدا تعالی کی براہ راست نصیحت بیان کی، یہ نصیحت لقمان نے اپنی طرف سے نہیں کی کہ اس میں باپ کی غرض معلوم ہوتی۔ بلکہ یہ ہوا کہ باپ نے اللہ کا حق بتایا اور اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا حق اللہ ہی کے حق میں شامل ہے کیونکہ نبی اور مرشد اللہ کے نائب ہیں (اس لئے ان دونوں کے حق کا الگ تذکرہ نہیں کیا گیا)

شاہ صاحب کے ہاں لفظی تنوع!

شاہ صاحب اپنے ترجمہ میں الفاظ استعمال کرتے ہوئے تنوع اور رنگارنگی کا بڑا اھتمام کرتے ہیں چنانچہ ان آیات میں عنکبوت کی آیت کے اندر علم کا ترجمہ خبر کیا اور لقمان کے اندر علم کا ترجمہ معلوم کیا۔ حاصل دونوں لفظوں کا ایک ہی ہے۔

ان آیات میں مالیس لک بہ علم کا جملہ بظاہر اشکال پیدا کر رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ شرک اور شریک خدا کا وجود محال ہے، پھر ایک امر محال کی نفی کی جانی چاہئے تھی اس کے علم کی نفی کا کوئی مطلب

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں رہ جاتا۔

اس لئے مفسرین نے یہ توجیہ کی۔ای **لا علم لك بِالٰهيّة والمراد بنفي العلم نفي المعلوم** کا نہ **قال تشرك بي شيأ لا يصح ان يكون الهاً**.

علم کی نفی سے معلوم کی نفی مراد ہے یعنی اگر وہ تجھے کسی ایسی چیز کو شریک کرنے پر مجبور کریں جسکا شریک ہونا واقع میں صحیح نہیں ہے تو اسے شریک تسلیم نہ کر پس علم اور دلیل صحیح کی نفی کے بعد صرف ظن و گمان رہ جاتا ہے اور شرک اسی ظن و گمان اور وہم کے ذریعہ پھیلتا ہے۔

علم نحو کی اصطلاح کے مطابق یہ جملہ قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں ہے عربی بلاغت کا یہ ایک اسلوب ہے، اہل نحو کی اصطلاح الگ ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا فارسی ترجمہ!

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے فارسی ترجمہ میں اس اشکال سے آیت کریمہ کو بچاتے ہوئے ایک لفظ (حقیقت) کا اضافہ کیا، ترجمہ کی عبارت یہ ہے۔

واگر کوشش کنند باتو برآنکہ شریک مقرر کنی بایں چیزے کہ نیست ترا بحقیقت آں دانش پس فرماں برداری ایشاں مکن۔

یعنی انسان کو جن چیزوں کی اصل حقیقت کا علم نہیں ہے وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

انہیں کسی کے دباؤ میں آکر شریک خدا تسلیم نہ کرے، پہلے ان بے جان مخلوقات کی، بے اختیار آسمانی سیاروں کی، بے اختیار حضرات انبیاء ورسل کی بے زور و بے اختیار اور موت وزوال سے گزرنے والی ان چیزوں کی حقیقت پر غور کرے۔

ادنی غور وفکر سے انسان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ ہستیاں شریک خدا نہیں ہو سکتیں، شاہ صاحبان کے تراجم کے بعد ڈپٹی نذیر احمد کا اردو بامحاورہ ترجمہ وجود میں آیا ڈپٹی صاحب نے اس اشکال سے آیت کو بچانے کے لئے اپنی تفسیری بصیرت اور عربی اور اردو زبانوں پر ماہرانہ قدرت کا ثبوت دیا اور لفظ علم کا ترجمہ "دلیل" کے لفظ سے کیا، ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں۔

اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا۔

ظاہر ہے کہ کسی بڑی سے بڑی مخلوق ہستی کے شریک خدا ہونے کی کوئی دلیل عقلی یا کتابی نقلی موجود نہیں ہے، بلکہ شرک کے خلاف بے شمار دلائل موجود ہیں، اس لئے خدا کے ساتھ شریک کرنا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا شرک جتنا ہو رہا ہے سب ظن وگمان اور شک وشبہ کی بنیاد پر ہو رہا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ڈپٹی صاحب کی پیروی!

ڈپٹی صاحب کا یہ وہ معرکۃ الآراء ترجمہ ہے جسکی پیروی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے کی اور مولانا احمد سعید صاحب نے کی اور مفتی محمد شفیع صاحب نے معارف القرآن میں ڈپٹی صاحب کے الفاظ کے مطابق بیان القرآن کی اس تشریح پر اکتفاء کر کے اپنی تفسیر کو اس پیچیدہ بحث سے بچالیا۔

مولانا عثمانی کی تشریح!

مولانا عثمانی نے عنکبوت کی آیت پر یہ تشریحی نوٹ تحریر کیا۔

"یعنی تمام کائنات میں ایسی کوئی چیز ہے ہی نہیں جو خدا کی شریک ہو سکے۔

پھر اسکی خبر کسی کو کہاں سے ہوتی جو لوگ شرکاء ٹھہراتے ہیں محض جاہلانہ اوہام اور بے سند خیالات کی پیروی کر رہے ہیں واقع کی خبر انہیں کچھ بھی نہیں۔(۵۲۸)

شاہ صاحب نے عنکبوت کی آیت پر کوئی فائدہ تحریر نہیں کیا البتہ لقمان کی آیت پر یہ فائدہ تحریر کیا۔

"یعنی شریک نہ مان جو معلوم نہیں، یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے"۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا عثمانی نے لقمان میں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا، صرف شاہ صاحب کے حوالہ سے شاہ صاحب کا یہ فائدہ نقل کرنے پر اکتفاء کیا، کیونکہ شاہ صاحب کے اس مجمل فائدہ کی وضاحت مولانا علیہ الرحمہ عنکبوت میں تحریر کر چکے تھے، لہٰذا شاہ صاحب کی اس عبارت کو مولانا کی مذکورہ تشریح کی روشنی میں دیکھا جائے تب اس کا اجمال واضح ہو گا۔

اب شاہ صاحب کے فائدہ میں ایک جملہ محذوف مان کر اسے اس طرح پڑھا جائے یعنی شریک نہ مان جو تجھے معلوم نہیں اور تجھے معلوم کیسے ہو جب وہ محال ہے پھر شبہ اور ظن و گمان سے بھی نہ مان، یقین سے ماننے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،

شاہ صاحب نے یہ فائدہ سورہ لقمان کی آیات پر تحریر کیا، عنکبوت کی آیات پر تحریر نہیں کیا حالانکہ عنکبوت کی آیات شاہ صاحب کے سامنے پہلے آچکی تھیں وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ لقمان کے اندر یہ آیت ایک خاص اہمیت کے ساتھ نازل ہوئی ہے جس کی طرف شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں اشارہ کیا ہے۔

علم انسانی کی نفی، مطلق علم کی نفی ہے!

اس عاجز کے نزدیک قرآن کریم نے علم انسانی کی نفی کر کے مطلق علم کی نفی مراد لی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیونکہ قرآن کریم اس مختصر جملہ میں انسان کو بحیثیت انسان کامل اور بحیثیت اشرف المخلوقات کے مخاطب کر کے یہ بتانا چاہتا ہے کہ جس چیز کا علم انسان کو نہیں اور جو چیز انسان کی معلومات سے باہر ہے وہ کسی مخلوق کے علم میں نہیں آسکتی۔

انسان ہی اک ایسی مخلوق ہے جو ملائکہ، جنات اور دیگر کائنات ارض وسماء میں سب سے زیادہ علم و عقل کا مالک بنایا گیا ہے۔

انسان ہی ہے جو ملائکۃ اللہ کے مقابلہ میں عَلّم آدم الاَسماء کُلّھا. آدم کو (کل علم سے بہرہ مند کیا گیا ہے) کے مقام بلند پر فائز کیا گیا ہے۔

یہ انسان مخاطب ہے جو نظریہ سے آگے بڑھ کر عملی سطح پر آج اپنے علمی اور عقلی عروج پر نظر آرہا ہے۔

آج عقل انسانی نے فطرت کی گہرائی میں پہنچ کر اس سارے نظام کو کسی ایک بالاتر اور قوی تر ہستی کے تابع و مطیع تسلیم کر لیا ہے۔

اس کمال علمی کے دور میں خدا کی ذات واحد میں شریک مخلوقات کی جتنی قدیم روایتیں چلی آرہی ہیں وہ صرف بے روح رواج بن کر رہ گئی ہیں اور شرک اور مظاہر پرستی، ابن مریم اور دیومالائی دیوتاؤں کی پرستش عقل و عقیدہ میں داخل نہیں رہی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس لئے جو چیز علم انسانی میں نہیں ہے وہ حقیقت میں موجود نہیں ہے انسان اپنے علم کی ناپختگی کے دور میں وحی الٰہی کی جن باتوں کو بعید از عقل سمجھتا تھا آج وہ اپنی عقل کے قریب سمجھ رہا ہے، تسلیم کر رہا ہے تمام حقائق غیبی کو اور افسوس کر رہا ہے اپنے سابق انکار اور الحاد پر اب حضرت شاہ صاحب کے فائدہ کا مطلب سمجھئے۔

شاہ صاحب کے فائدہ میں ایک جملہ محذوف ہے اس وجہ سے فائدہ کے دوسرے فقرہ کا پہلے فقرہ سے ربط ظاہر نہیں ہوتا، اب فائدہ کی عبارت کو اس طرح پڑھئے۔

شریک نہ مان جو تجھے معلوم نہیں اور معلوم ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ شرک محال ہے؟ اب صرف ظن و شبہ باقی رہا۔

لہٰذا ظن و شبہ سے کسی کو شریک خدا نہ مان، یقین سے سمجھ کر تو کیوں مانے؟

قیامت میں باز پرس، عقیدہ کی یا عمل کی؟

قیامت کے دن حاکم حقیقی کی عدالت اور جزاء و سزا کا فیصلہ دنیا کی مجازی عدالتوں کی کارروائی کے مطابق انجام پائے گا۔

احکم الحاکمین اپنے علم ازلی علم محیط اور اپنے اقتدار مطلق اور اختیار مکمل کے مطابق انجام نہیں دے گا بلکہ دنیوی طریقہ پر اپنی عدالت کا کاروبار چلا کر بندوں پر اتمام حجت قائم کرے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

خداوند علیم و بصیر کے علم اور قادر مطلق کی شان قدرت کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی پوچھ گچھ اور ہر نوع کے ردّو کد کے بغیر ہی جزاء وسزا کا فیصلہ صادر کرے۔

کسی بندہ کو حق ہی کہاں پہنچتا ہے کہ وہ اپنے مالک مطلق آقاء کے فیصلوں پر کسی قسم کی چون وچراء کرے۔

قرآن کریم میں جہاں خدا کی طرف سے سوال کرنے کا اثبات ہے ان میں دنیاوی طریقہ عدالت کی طرف اشارہ ہے اور جن آیات میں سوال کرنے کی نفی وارد ہے ان میں خداتعالی کی حقیقی شان علم کے تقاضہ کی طرف اشارہ ہے۔

پھر کسی جگہ عقیدہ (توحید وشرک) کے بارے میں سوال کرنے کا ذکر ہے کسی جگہ اعمال کے بارے میں سوال کرنے کا تذکرہ ہے

لیکن حضرت ابن عباس کی توجیہ کے مطابق اعمال کی باز پرس کا مفہوم عقیدہ ہی کی باز پرس کی طرف لوٹتا ہے، حضرت ابن عباس نے آیات متعلقہ کی یہ تاویل حدیث نبوی کی روشنی میں کی ہے۔

شاہ صاحب کی وسیع النظری!

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ جب کسی آیت کریمہ پر کوئی فائدہ تحریر فرماتے ہیں تو متعلقہ آیت کے ساتھ اس مضمون ومسئلہ کی تمام آیات ان کے سامنے ہوتی ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس لئے شاہ صاحب کے کسی تفسیری فائدہ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تمام آیات اور ان آیات سے متعلق فائدے قارئین کے پیش نظر ہوں۔

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی علیہ الرحمہ نے قیامت کے دن عقیدہ اور اعمال کی باز پرس کے مسئلہ میں شاہ صاحب کا ایک بڑا پیچیدہ تفسیری فائدہ سورہ قصص (۷۸) سے متعلق اپنے تشریحی حاشیہ میں نقل کیا اور اسے وضاحت کے بغیر چھوڑ دیا حالانکہ آیت متعلقہ کی جو تاویلیں مفسرین سے منقول تھیں وہ نقل کر دیں مگر شاہ صاحب نے مفسرین کی تاویلوں سے مختلف جو تاویل تحریر کی ہے اسے اپنے بعد والوں کے غور و فکر کیلئے چھوڑ دیا یہی کام مولانا احمد سعید صاحب نے کیا۔

نبوت و رسالت کے بارے میں سوال!

قرآن کریم نے حسب ذیل آیات میں نبوت و رسالت پر ایمان یا کفر کے بارے میں باز پرس کرنے کا تذکرہ کیا۔

نبوت پر افتراء!

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (عنکبوت ۱۳)

اور یہ گمراہ کرنے والے رہنما اور پیشوا اپنے گناہوں کے بوجھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی اٹھائیں گے اور جنکو انہوں نے گمراہ کیا ان کے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور قیامت کے دن ان سے ان کی جھوٹی باتوں اور جھوٹے وعدوں کی باز پرس کی جائے گی اور ان سے سوال کیا جائے گا کہ ان کا جواب دو۔

مُرسل اور مُرسل الیہ سے سوال!

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (اعراف ۶)

پھر ہم ان لوگوں سے سوال کریں گے جنکی طرف رسول بھیجے گئے اور سوال کریں گے ان رسولوں سے بھی۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآئَلُوْنَ (قصص ۶۶)

اور اس دن کو نہ بھولو، جب اللہ تعالیٰ پکارے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا اس وقت انکو کوئی جواب نہ سوجھے گا اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔

یہ آیات مذہب کے بنیادی اصول نبوت و رسالت پر ایمان لانے اور اس کا انکار کرنے سے متعلق سوال کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

اگلی آیات میں کفر و ایمان کے بارے میں سوال کی وضاحت کی گئی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اصل بازپرس عقیدہ کی!

قرآن کریم نے تفصیل سے بتایا ہے کہ مشرکین ابتداء میں میدان حشر سے خوف زدہ ہو کر اپنے شرک و کفر سے انکار کریں گے۔

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (انعام ۲۳)

قسم ہے خدا کی جو ہمارا پروردگار ہے، ہم خدا کے ساتھ شرک کرنے والے نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں ان کے اعضاء جسم کو گویائی دیدے گا اور انہیں حکم دے گا کہ حقیقت حال کا اظہار کرو۔

حَتّٰٓى اِذَا مَاجَاءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (حٰم سجدہ ۲۰)

ان کے کان، آنکھیں اور سارا جسم بول پڑے گا اور ان کے اعمال شرک کی گواہی دے گا۔

اس کے بعد مجبور ہو کر زبان سے اقرار کریں گے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ (انعام ۱۳۱)

خدا تعالیٰ فرمائے گا اے جنون اور انسانوں کے گروہ! کیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

تمہارے پاس تم میں سے پیغمبر ورسول نہیں آئے۔ جنہوں نے تم کو میری آیات سنائیں اور قیامت کے دن کی حاضری سے تم کو ڈرایا وہ بولے ہاں، صحیح ہے تیرے رسول آئے ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور دراصل ہمیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں رکھا اور اسی طرح انہوں نے اقرار کیا کہ وہ کافر تھے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل سوال وجواب عقیدۂ شرک وتوحید سے متعلق ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ سے ایک روایت میں یہی مروی ہے، آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کے بارے میں سوال کرے گا اور اسی سوال وجواب پر دائمی جزاء اور سزاء کا فیصلہ ہو جائے گا۔ (ابن کثیر ۵۵۹)

حضرت ابن عباس اور امام مجاہد سے بھی یہ توجیہ وتفسیر منقول ہے۔

حضرت ابن عباس کی دوسری توجیہ!

حضرت ابن عباس سے سوالِ اعمال کے بارے میں جو دوسری توجیہ منقول ہے اسی کا حاصل بھی یہی ہے جو حضرت انس کی روایت کا ہے، آپ نے فرمایا لایسألهم هل عملتم كذا؟ لانه اعلم بذالك منهم ولكن يقول لِمَ عَمِلتم كذا و كذا؟ (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ یہ سوال نہیں کرے گا کہ تم نے کیا کیا کیا؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کا علم بندوں سے زیادہ رکھتا ہے بلکہ وہ سوال

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرے گا تم نے ایسا کیوں کیا؟

کیوں کیا، یعنی تمہارے ان اعمال کفریہ کی وجہ کیا ہے؟

یہ سوال عقیدہ کی طرف لوٹ جاتا ہے اور کافر و مشرک کو اس کے عقیدہ کفریہ کی طرف توجہ دلاتا ہے، یہ سوال زجر توبیخ اور تنبیہ و تذلیل کا پہلو رکھتا ہے اس کے بعد کافر کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ میرے عقیدہ کفر نے مجھے ان اعمال کے ارتکاب کی طرف دھکیلا۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک عما کانوا یعملون میں عمل سے سبب عمل (عقیدہ) مراد ہے۔

اسی طرح- اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (نمل ۸۰) میں شاہ صاحب نے قدرتِ سماع کی نفی کے مطابق اس آیت کا ترجمہ کیا ہے یعنی تو نہیں سنا سکتا قبروں میں پڑوں کو یعنی فعل کی نفی سے قدرت فعل کی نفی کی گئی۔

قرآنی اسلوب عبارت میں ایسی مثالیں اور بھی موجود ہیں۔

اعمال کے سوال کا اثبات!

فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (حجر ۹۴)

پس قسم ہے آپ کے پروردگار کی! ہم ضرور ان کے اعمال کے بارے میں ان سے پوچھیں گے، اے نبی علیہ السلام! آپ انہیں کھول

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر صاف صاف سنادیں وہ باتیں جن کا آپکو حکم دیا گیا ہے۔

وَلَوْشَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (نحل ۹۳)

اور اگر اللہ کی مصلحت یہ ہوتی تو تم سبکو ایک ہی امت بنادیتا، مگر وہ جس کو چاہتا ہے (ان کے اعمال کے سبب) گمراہ کر دیتا ہے اور جن کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔

اعمال کے سوال کی نفی !

فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖ اِنْسٌ وَلَاجَآنٌّ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِىْ وَالْاَقْدَامِ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (رحمان ۴۲)

قیامت کے دن کسی گناہ گار انسان اور گناہ گار جن سے اس کے گناہ کے بارے میں اس سے پوچھا نہیں جائے گا (یعنی اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی) کیونکہ مجرم لوگ اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے اور ان کے پیشانی کے بالوں اور انکے پیروں سے انہیں گھسیٹا جائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی کون کون سی قدرتوں اور سزاؤں کو جھٹلاؤ گے ؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

قارون کے واقعہ میں نفی!

قَالَ اِنَّمَا اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ اَوَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا یُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ (قصص ۷۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے کہا اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ۔

اے قارون! تو اللہ کے بندوں پر احسان کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے، اس نے جواب دیا کہ مجھے جو دولت ملی ہے وہ میری ہنر مندی سے ملی ہے کیا وہ منکر اس بات کو نہیں جانتا کہ اس سے پہلے ایسی قومیں ہلاک ہو چکی ہیں جو اس سے زیادہ طاقت ور اور اس سے بڑی تعداد والی تھیں اور گناہ گاروں سے ان کے گناہوں سوال نہیں کیا جائے گا۔

اعمال کی باز پرس میں تطبیق آیات!

اردو مفسرین کرام نے اعمال کے بارے میں سوال کی آیات میں واقع اثبات اور نفی کو اپنی بحث کا موضوع بنایا ہے اور سارا زور اثبات و نفی کی آیات میں تطبیق دینے پر صرف کیا ہے۔

اس ساری بحث کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ جن آیات میں سوال

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے کا اثبات ہے وہاں سوال سے مراد سوال زجر و توبیخ اور سوال برائے توہین مخاطب (کفار) ہے

نفی کی آیات میں سوال کی نفی سے سوال برائے استعلام مراد ہے یعنی سائل اپنی معلومات کے لے مخاطب سے سوال کر رہا ہے۔

ظاہر ہے کہ خدائے علام الغیوب کی طرف اس قسم کے سوال کو منسوب کرنا جائز نہیں۔

بعض مفسرین نے سوال کی ایک تیسری قسم نکالی یعنی سوال استعتاب توبہ اور معذرت طلب کرنے کی طرف توجہ دلانا، اس قسم کے سوال کا خاص انداز ہوتا ہے اور یہ سوال اہل ایمان سے کیا جاتا ہے۔

اس قسم کے سوال میں رحمت و شفقت کا پہلو مضمر ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (انفطار ٦)

اے انسان! تجھے اپنے کریم پروردگار کے بارے میں کس نے بھلاوے میں ڈالا۔ ؟

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے سوال کیا اور اس سوال میں جواب بھی رکھدیا تاکہ بندہ یہ عرض کرے کہ میرے مولا! تیرے عفو و کرم کی صفت نے مجھے تیرے انتقام اور جبر و قہر کی صفات سے غافل کر دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام رازی فرماتے ہیں کہ سوال کرنے کی نفی کا تعلق عذاب جہنم میں داخلہ کے وقت سے ہے یعنی پہلے فیصلہ کے بعد جب اہل کفر دوزخ میں داخل کیے جائیں گے تو اس وقت خدا تعالیٰ کو اہل کفر کے اعمال کفریہ کی کمیت اور کیفیت کے بارےمیں سوال کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ نفی سوال سے اہل کفر کے اعمال کفریہ کی کثرت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

شاہ صاحب کا تفسیری فائدہ!

اردو مفسرین نے عام طور پر اعمال کے بارےمیں آیات کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے اور اثبات و نفی کی آیات کے درمیان واقع اختلاف دور کرتے ہوئے سوال برائے استعلام (برائے جواب) اور سوال برائے زجر و توبیخ کی بحث کی ہے۔

حالانکہ امام ابن کثیر نے اس مسئلہ کو حضرت انس کی مرفوع حدیث اور حضرت ابن عباس کے تاویلی اثر کے مطابق بھی حل کرنے کا ایک راستہ بتایا ہے لیکن اردو مفسرین نے عام طور پر متعلقہ آیات کے ظاہری مفہوم کو اہمیت دی ہے اور حدیث واثر ابن عباس کو نظر انداز کر دیا ہے، کیونکہ انہیں یہ روایت واثر ظاہری مفہوم آیات کے خلاف معلوم ہوا

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے مفسرین کی اس ساری بحث (اثبات و نفی) سے بچ کر اس مسئلہ کی وہ توجیہ اختیار کی جو حدیث نبوی کے مطابق ہے اور اردو مفسرین نے اس توجیہ کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

اسی طرح شاہ صاحب نے اعمال کی باز پرس والی آیات کی وہ تاویل اختیار کی جو حضرت ابن عباس سے منقول ہے اور ابن عباس کا یہ قول عام مفسرین کے ہاں قابل توجہ نہیں رہا، حالانکہ ابن کثیر نے حضرت ابن عباس کا یہ قول ابو طلحہ کی سند سے نقل کیا ہے جو حضرت ابن عباس کے اقوال کی سب سے زیادہ قابل اعتماد سند کہی جاتی ہے۔

شاہ صاحب نے قصص (۷۸) واقعہ قارون کے سلسلہ کی آیات میں حسب ذیل تفسیری فائدہ تحریر کیا ہے۔

یعنی پوچھے نہ جائیں گے گناہ یعنی گناہ گار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے، جب سمجھ الٹی پڑے تو الزام دینے سے کیا فائدہ کہ یہ برا کام کیوں کرتا ہے اس کی برائی نہیں سمجھتا؟

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے جو توجیہ کی ہے اس کی بنیاد تین دلیلوں پر ہے۔

(۱) سورہ عنکبوت آیت (۱۳) انعام (۲۳) و (۱۳۱) جنکی تشریح اوپر گذری۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲)رسول اکرم ﷺ سے منقول روایت بروایت انس رضی اللہ عنہ

(۳)حضرت ابن عباس کا تفسیری اثر۔

شاہ صاحب اپنے تفسیری فائدہ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بنیادی عقیدہ کے بارے میں سوال کرے گا، عقیدہ ہی انسانی سمجھ اور انسانی فکر کو صحیح یا غلط راہ پر ڈالتا ہے، غلط سوچ (غلط عقیدہ) سے برے اعمال ہی وجود میں آتے ہیں۔

پھر اصل سوال عقیدہ و فکر کے بارے میں ہوگا، اعمال کے بارے میں نہیں اصل الزام عقیدہ پر عائد ہوتا ہے، بگڑے ہوئے عقیدہ والے کو غلط اعمال کا الزام کیوں دیا جائے؟ اس کے غلط عقیدہ کو اس کی سزاء کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔

شاہ صاحب نے یہ توجیہ بڑے موقعہ سے کی ہے۔ قارون نے حضرت موسیٰؑ کی ہدایت پر عمل کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اس کا تصور ہی غلط تھا وہ کہتا تھا کہ میری دولت میرے ہنر مندی اور صلاحیت کی دین ہے، اسے خدا کی دین کیوں کہا جائے؟

تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ قارون کے اس عقیدہ باطل پر باز پرس کرے گا اسی باطل تصور نے اسے خدا کے غریب بندوں پر احسان کرنے سے روکا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اہم تصنیفات مولانا اخلاق حسین قاسمی

مستند موضح قرآن
شاہ عبدالقادر صاحب
تحقیق شدہ جدید ایڈیشن
مطبوعہ کراچی

محاسن موضح قرآن
علمی اور ادبی لطائف پر مکمل تبصرہ
دو سو برس کے تراجم کا تقابلی مطالعہ
صفحات سات سو

مولانا آزاد کی قرآنی بصیرت
ترجمان القرآن پر مکمل تبصرہ
صفحات چار سو

بصائر القرآن
تفسیر کے اہم (۵۰)
موضوعات پر تحقیقی مقالات
زیر طبع

فوائد الفواد
کا علمی مقام
حضرت محبوب الٰہی کے ملفوظات
پر مکمل تبصرہ صفحات پانچ سو

مولانا محمد اسماعیل شہید
اور ان کے ناقد
شاہ زید صاحب کا جواب

اخلاق رسول
صلی اللہ علیہ وسلم
سیرت پاک کا اخلاقی پہلو مکمل

شاہ ولی اللہؒ
اور ان کا نسبی
اور فکری خاندان

دلّی کی برادریاں
دلّی والوں کی تاریخ

اسلام میں
غیر مسلموں کے حقوق
اردو، ہندی

اسلام میں
سماج سیوا کا مقام
ہندی اور اردو میں

کنزالایمان ترجمہ
بریلوی کا علمی تجزیہ

خطبات دہلی
سیرت پاک پر
مولانا قاسمی کے خطبات

دلّی
گہوارہ محدثین
اور مصنف کا تعارف

بصائر القرآن
بصورت تفسیری کیسٹ
تعداد ۹۰

مجموعہ تقاریر جمعہ مسجد مدرسہ حسین بخش جامع مسجد دہلی ۱۹۹۹ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا قاسمی کے اہم تحقیقی مقالات

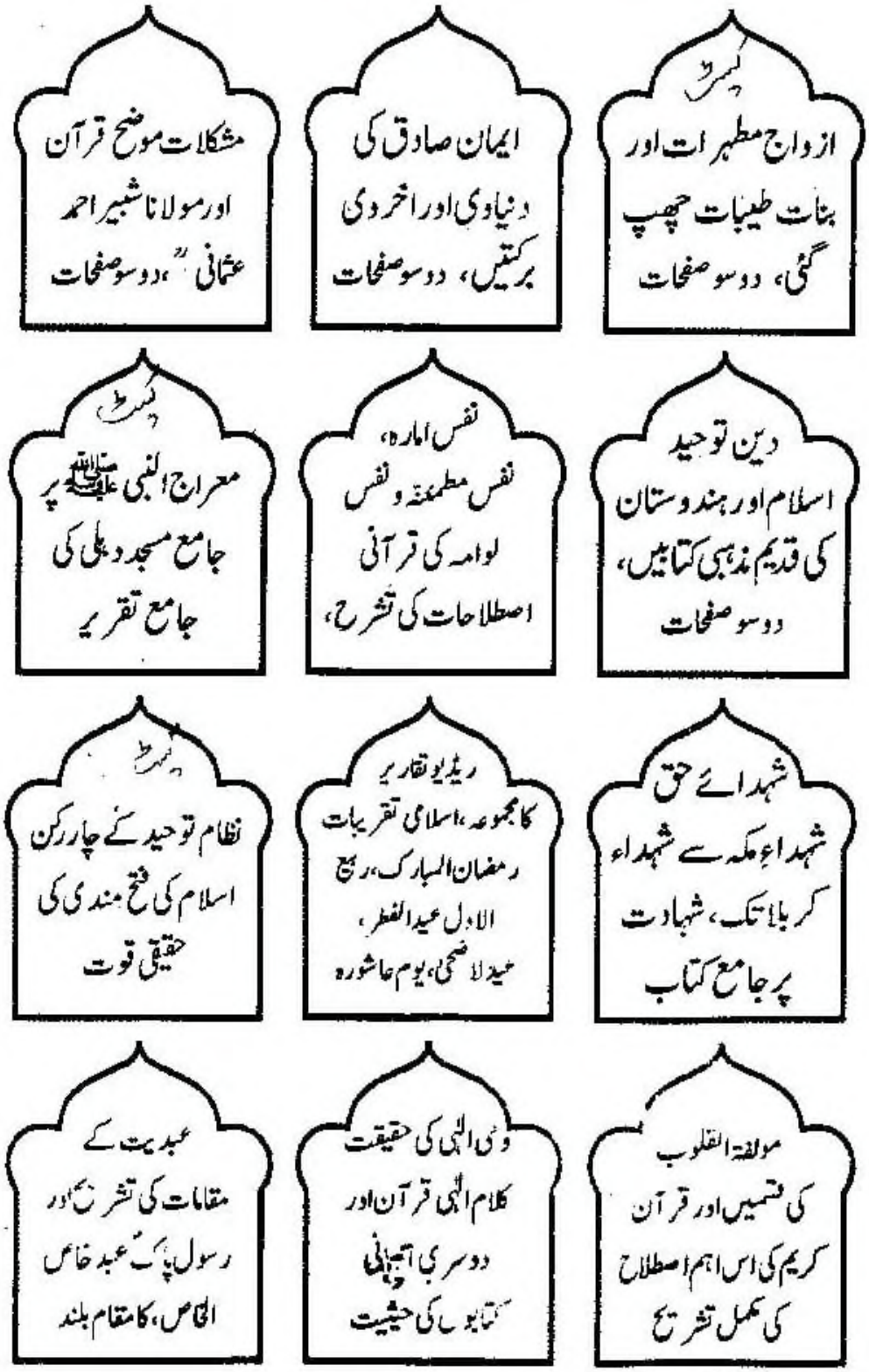

toobaa-elibrary.blogspot.com

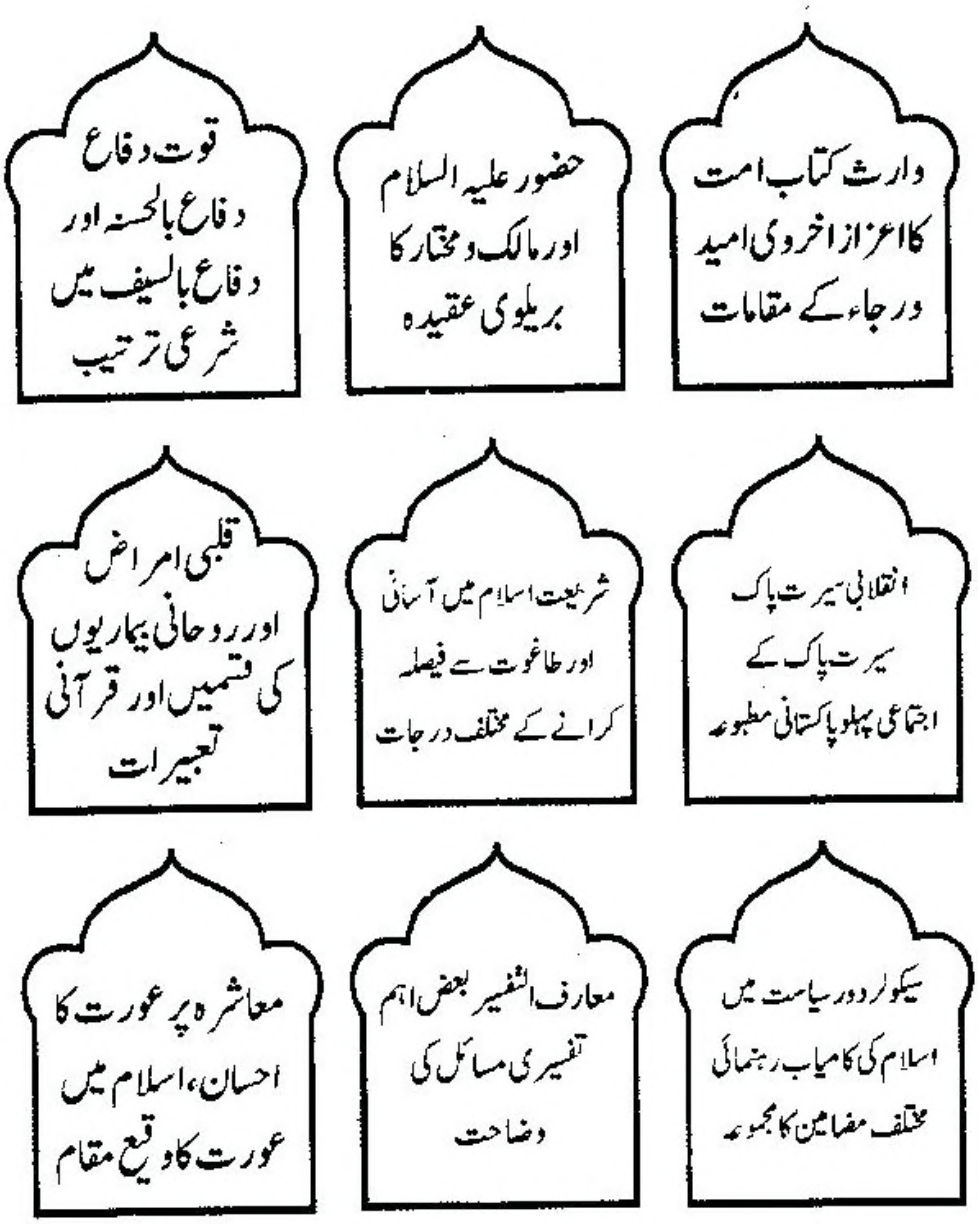

toobaa-elibrary.blogspot.com

دُنیا کی سب سے بڑی نعمت قرآن کریم ہے

قرآن کریم اس جہان میں وہ نعمت بے بہا ہے کہ سارا جہاں آسمان و زمین اور انمیں پیدا ہونے والی مخلوقات اسکا بدل نہیں بن سکتی۔ انسان کی سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی اپنی مقدور بھر قرآن کریم میں اشتغال اور اسکو حاصل کرنا ہے۔ اور سب سے بڑی شقاوت اور بدنصیبی اس سے اعراض اور اسے چھوڑنا ہے اس لئے ہر مسلمان کو اس کی فکر تو فرض عین اور ضروری ہے کہ قرآن کریم صحت لفظی کے ساتھ پڑھنے اور اولاد کو پڑھانے کی کوشش کرے اور پھر جسقدر ممکن ہے اس کے معانی اور احکام کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی فکر میں لگا رہے اور اسکو اپنی پوری عمر کا وظیفہ بنائے اور اپنے حوصلے اور ہمت کے مطابق اس کا جو حصہ بھی نصیب ہو جائے اس کو اس جہاں کی سب سے بڑی نعمت سمجھے۔

ادارہ رحمتِ عالم، لال کنواں، دہلی ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com